إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ - عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah
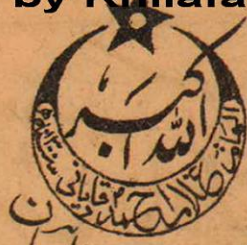
تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

الفضل

قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر: غلام نبی

فی پرچہ ۱/

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰/

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳/

نمبر ۱۰۵ | ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۴ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

ہندوستان کے شمال مشرق کا تباہ کن زلزلہ اور خدا کے زبردست نشانوں میں سے ایک تازہ نشان صفحہ ۲ تا صفحہ ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یکم مارچ مغرب کے وقت بذریعہ موٹر لاہور سے واپس تشریف لے آئے ؂

یکم مارچ مقدمہ بہاولپور جس کی تاریخ پیشی ۳۔ مارچ ۳۴ء ہے۔ مولوی جلال الدین صاحب شمسؔ اور حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری تشریف لے گئے ؂

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ۲۔ مارچ کو مہاشہ محمد عمر صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب دہلی۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب و شیخ عبدالقادر صاحب کو بھینی میلوال بھیجا گیا۔ دونوں مقامات پر مناظرہ کا امکان ہے ؂

ماسٹر علی محمد صاحب بی۔اے۔ بی ٹی کے ہاں ۲۶۔ فروری لڑکا تولد ہوا اللہ تعالیٰ مبارک کرے ؂

ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک

جن دوستوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ ان کی تحریص کے لئے۔ اور جو احباب کچھ رقوم داخل کر چکے ہیں۔ انہیں مزید تحریص دلانے کے لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میری طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس تحریک میں حصہ لینے والے احباب کے لئے دعا کی درخواست کئے جانے پر حضور نے فرمایا۔ کہ "جو رقوم آتی جائیں۔ ان سے مجھے اطلاع دیتے جائیں۔ انشاء اللہ ان دوستوں کے لئے خاص دعا کروں گا" گویہ ایک ایسا انعام ہے۔ جو اس تحریک میں شامل ہونے والے دوست فوراً حاصل کر رہے ہیں۔ چاہیئے کہ اس نعمت کی قدر و قیمت کے جاننے والے آگے بڑھیں۔ اور فائدہ اٹھائیں ؂

۲۔ ایک احمدی بہن نے جن کا ایک ہزار روپیہ ڈاکخانہ کے سیونگ بنک میں جمع تھا۔ اس تحریک کا علم ہوتے ہی کل روپیہ برآمد کر کے یہاں بھجوا دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوسرے احباب اور بہنیں بھی جو اس نیک نمونہ کی تقلید کر سکتے ہوں۔ ایسا کر کے اجر عظیم کے حاصل کرنے والے بنیں گے ؂

۳۔ یہ امر واضح کر دینے کے قابل ہے۔ کہ تحریک ہذا کے مخاطب صرف مرد ہی نہیں۔ بلکہ احمدی مستورات بھی ہیں۔ وہ بھی بڑی خوشی سے اس میں حصہ لے سکتی ہیں۔ اس لئے تمام عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ مستورات میں بھی اس تحریک کو پہنچائیں۔ اور رقوم جمع کر کے بھجوائیں ؂

۴۔ احباب یہ امر بھی نوٹ کر لیں۔ کہ اس تحریک کے لئے آخری تاریخ ۱۰ مارچ مقرر ہے۔ اور اب اس میعاد کے اختتام کا وقت بالکل قریب آ رہا ہے اس لئے چاہیئے۔ کہ وہ جلد سے جلد اس تحریک میں عملی حصہ لیں۔ جن دوستوں نے وعدے کئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی اپنی اپنی رقوم بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں ؂ خاکسار فرزند علی عفی عنہ ناظر امور عامہ۔ قادیان ؂

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ - ذوالقعدہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

ہندوستان کے شمال مشرق کا تباہ کن زلزلہ*

اور

خدا کے زبردست نشانوں میں سے ایک تازہ نشان

از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے

ہر مامور و مرسل کے ساتھ نشانات بھیجے جاتے ہیں

اللہ تعالےٰ کی یہ قدیم سنت ہے۔ کہ جب وُہ دُنیا کی اصلاح کے لئے اپنے کسی بندے کو مامور فرماتا ہے۔ تو اس کی تائید کے لئے اپنی طرف سے غیبی نشانات بھی ظاہر کرتا ہے۔ تاکہ حق و باطل میں امتیاز ہو جائے۔ اور سعید روحیں صداقت کی طرف راستہ پانے میں روشنی حاصل کریں۔ یہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک رحمت کے نشان۔ اور دوسرے قہری نشان ؛

ہر چند کہ ہر مامور من اللہ خدا کی طرف سے اصل میں رحمت کا پیغام لے کر ہی آتا ہے۔ اور خود اُس کا وجُود ایک مجسّم رحمت ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ دُنیا میں ہر مامُور کا انکار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ اِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ (قرآن شریف) یعنی" اے افسوس لوگوں پر ان کی طرف کوئی رسُول نہیں آتا۔ مگر یہ اس کا انکار کرتے اور اس کے دعوے کو ہنسی کا نشانہ بنا لیتے ہیں "

اس لئے لازماً ہر مامور و مرسل کو رحمت کے نشانوں کے ساتھ ساتھ قہر اور عذاب کے نشانات بھی دیئے جاتے ہیں لیکن چونکہ خدا کی رحمت بہر حال اس کے عذاب پر غالب ہے۔ اس لئے جہاں رحمت کے لئے کوئی حد بندی نہیں۔ وہاں خدا تعالےٰ نے خود اپنے عذاب کے لئے ازل سے چند اصولی قاعدے اور حد بندیاں مقرر کر رکھی ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا۔ (قرآن شریف) یعنی" اللہ تعالےٰ کبھی کسی قوم کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتا۔ کہ وُہ اپنی غلطیوں کو محسوس کر کے توبہ اور استغفار میں لگی ہوئی ہو۔ اور نہ ہی ہم کبھی کوئی سخت عذاب نازل کرتے ہیں۔ جب تک کہ ہم اپنی طرف سے کوئی رسُول مبعوث نہ کر لیں "

اس اصولی قاعدے کے ماتحت اللہ تعالےٰ کی یہ سُنت ہے۔ کہ اگر کوئی قوم اپنی شوخیوں اور بداعمالیوں میں حد سے گزرنے لگتی ہے۔ تو وُہ پہلے اس میں ایک مامور کو مبعُوث کر کے توبہ اور اصلاح کا موقعہ دیتا ہے۔ اور اگر وُہ اپنی اصلاح نہیں کرتی۔ تو پھر خدا کی طرف سے وُہ عذاب کا نشانہ بنائی جاتی ہے ؛

آیت مندرجہ بالا کے ماتحت بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک مامور و مرسل کی بعثت کے بعد اللہ تعالےٰ دُنیا کے مختلف حصوں میں جو کسی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہوتے ہیں۔ اپنے قہری نشانوں کی تجلی دکھاتا ہے تاکہ دُنیا کو خوابِ غفلت سے بیدار کر کے اپنے مامور کی طرف متوجہ کرے۔ ایسے عذابوں کا باعث مامور کا انکار نہیں ہوتا۔ مگر وُہ مامور کے لئے ایک نشان قرار پاتے ہیں اور مشیتِ الٰہی ان کو اس وقت تک روکے رکھتی ہے جب تک کہ رسُول مبعوث نہ ہو لے۔ اور بسا اوقات اللہ تعالےٰ ایسے عذابوں کی خبر قبل از وقت اپنے مامور کو دے کر اس کی صداقت کے لئے ایک مزید شہادت پیدا کر دیتا ہے ؛

الغرض ماموریں کی بعثت کے بعد رحمت کے نشانوں کے ساتھ قہری نشانات کا ظہُور بھی خدائی سُنت میں داخل ہے۔ یہ قہری نشانات ایسے علاقوں میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ جہاں مامُور کا نام پہونچ چکا ہوتا ہے۔ اور ایسے علاقوں میں بھی جہاں مامور کا نام ابھی تک نہیں پہونچا ہوتا۔ وُہ ایسے ملکوں میں بھی ظہُور پذیر ہوتے ہیں۔ جہاں خدا کے نزدیک مامُور کے متعلق اتمامِ حجت ہو چکا ہوتا ہے۔ اور ایسے ملکوں میں بھی جہاں ابھی اتمام حجت نہیں ہو چکا ہوتا۔ مگر یہ جُملہ عذاب خواہ کسی باعث اور کسی وجہ سے ہوں۔ وُہ مامُور کے لئے خدا کی طرف سے ایک نشان ہوتے ہیں۔ اور بسا اوقات اللہ تعالےٰ ان کے متعلق اپنے مامُور کو پہلے سے خبر دے کر اس نشان کی عزت کو دوبالا کر دیتا ہے ؛

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ نشانات کا وعدہ

اسی قدیم سنت کے مطابق جس کی مثالیں دُنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جب اس زمانہ میں دُنیا کی اصلاح کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعُود و مہدی معہُود جری اللہ فی حلل الانبیاء کو آج سے قریباً پچاس سال پیشتر مبعُوث فرمایا۔ اور آپ کو ہر قوم کے نبی کا نام دے کر تمام اقوامِ عالم کے لئے آخری زمانے کا موعود مصلح قرار دیا۔ تو آپ کے ساتھ ساتھ رحمت کے نشانوں کے پیچھے پیچھے عذاب کے نشانوں کی بھی خبر دی۔ چنانچہ آپ کی زندگی۔ اور آپ کی جماعت کی زندگی رحمت کے نشانوں سے معمُور ہے۔ اور قیامت تک کے لئے خدا کا وعدہ ہے۔ کہ وُہ آپ پر ایمان لانے والوں۔ اور آپ کی تعلیم پر چلنے والوں کو آسمان۔ اور زمین کی نعمتوں سے مالا مال کرے گا۔ اور ان پر رحمت کی بارشیں برسائے گا۔ اور ان کو ایک پتلی۔ اور نازک کونپل کی طرح زمین سے نکال کر آہستہ آہستہ ایک عظیم الشان درخت بنا دے گا۔ جس کی جڑیں زمین کی پاتال میں قائم ہوں گی۔ اور شاخیں آسمان سے باتیں کریں گی۔ اور اُس درخت کے مقابلہ پر جو دراصل وہی درخت ہے۔ جس کا بیج آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بویا تھا۔ دُنیا کی دوسری روئیدگیاں گھاس پات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھیں گی۔ مگر جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے۔ اور قدیم سے یہی ہوتا چلا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعُود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا انکار بھی مقدر تھا۔ چنانچہ ابتدائے دعوےٰ میں ہی اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کر کے یہ الہام فرمایا۔ کہ :-

"میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبوُل نہ کیا۔ لیکن خُدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا "

(براہین احمدیہ حصہ چہارم مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

* یہ مضمون بشکل ٹریکٹ شائع کیا گیا ہے۔ ۸ر سینکڑہ کے حساب بک ڈپو قادیان سے منگا کر احباب تقسیم کریں ؛

6

آخری زمانہ کے ساتھ زلازل کی خصوصیت

یہ زور آور حملے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے لئے مقدر تھے۔ مختلف صورتوں میں آنے والے تھے۔ مگر قرآن شریف اور کتب سابقہ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک خاص قہری نشان زلزلوں کی صورت میں بھی ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آخری زمانہ کے متعلق اپنی آمد ثانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں

"قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آوے گی۔ اور کال اور مری پڑے گی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آویں گے"۔ (متی باب ۲۴ - آیت ۷)

اسی طرح قرآن شریف آخری زمانہ کے عذابوں کا ذکر کرتا ہوا فرماتا ہے:۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ۔ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ۔ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ۔ (سورۃ نازعات)

یعنی اللہ تعالےٰ فرشتوں کی قسم کھا کر جو ایسے امور کے انتظام کے واسطے مامور ہیں۔ فرماتا ہے۔ کہ "اس وقت زمین زلزلوں کے دھکوں سے لرزہ کھائے گی۔ اور ایک کے بعد دوسرا زلزلہ آئے گا۔ جس سے لوگوں کے دل دھڑکنے لگیں گے۔ اور آنکھیں خوف اور ہیبت کے مارے اوپر نہیں اٹھ سکیں گی"۔

اسی کے مطابق احادیث میں بھی قرب قیامت کی علامات کے ذکر میں صراحت کے ساتھ یہ بیان ہوا ہے۔ کہ اس زمانہ میں بڑی کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے۔ (دیکھو کتب احادیث ابواب اشراط الساعۃ وغیرہ)

اسی طرح جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی طرف سے حکم پاکر دعوےٰ کیا۔ تو آپ کے ابتدائی الہاموں میں آئندہ آنے والے زلزلوں کی خبر بھی تھی۔ چنانچہ ۱۸۸۴ء کا ایک الہام ہے:۔ کہ

"بَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا۔ وَاللّٰهُ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِيْنَ"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۱۶ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

یعنی خدا اپنے اس مامور و مرسل کی ان تمام باتوں سے بریت ظاہر کرے گا۔ جو مخالف لوگ اس کے متعلق کہیں گے۔ کیونکہ وہ خدا کی طرف سے عزت یافتہ ہے۔ کیا مخالفوں کے حملوں کے مقابلہ پر اللہ اپنے اس بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ جب خدا اپنی تجلی پہاڑ پر کرے گا۔ تو اس کو پارہ پارہ کر دے گا۔ اور منکرین کی ساری تدبیروں کو اللہ تعالےٰ خاک میں ملا دے گا"۔

پھر اسی براہین احمدیہ میں دوسری جگہ یہ الہام درج ہے۔ کہ:۔

"لَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا۔ قُوَّةُ الرَّحْمٰنِ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الصَّمَدِ"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶)

یعنی وہ زمانہ آتا ہے۔ کہ "جب خدا پہاڑ پر اپنی تجلی کرے گا۔ تو اسے پارہ پارہ کر دے گا۔ یہ کام خدا تعالےٰ کی خاص قدرت سے ہوگا جسے وہ اپنے بندے کے لئے ظاہر کرے گا"۔

۱۹۰۵ء کا تباہ کن زلزلہ

اس کے بعد جب خدا کے علم میں زلازل کا زمانہ قریب آیا۔ تو خدا تعالےٰ نے زیادہ صراحت اور زیادہ تعیین کے ساتھ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہامات نازل فرمائے۔ چنانچہ سب سے پہلے اس ہیبت ناک اور تباہ کن زلزلہ کی خبر دی گئی جو ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو شمال مغربی ہندوستان میں آیا جس سے کانگڑہ کی آباد وادی خدائی عذاب کا ایک عبرت ناک نشانہ بن گئی۔ چنانچہ پہلا الہام اس بارے میں دسمبر ۱۹۰۳ء میں ہوا۔ جو یہ تھا۔

"زلزلہ کا دھکا"۔ (اخبار الحکم قادیان ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء)

یعنی عنقریب ایک زلزلہ کا حادثہ پیش آنے والا ہے۔

اس کے بعد یکم جون ۱۹۰۴ء کو الہام ہوا:۔

"عفت الدیار محلها ومقامها"۔ (اخبار البدر قادیان بابت ۱۹۰۴ء نمبر ۲۰ - ۲۱ - صفحہ ۱۵۔ نیز الحکم نمبر ۱۸ - صفحہ ۹)

یعنی جس زلزلہ کی خبر دی گئی ہے۔ وہ بہت سخت ہوگا۔ اور اس سے "ملک کے ایک حصہ میں عارضی رہائش کے مکان۔ اور نیز مستقل رہائش کے مکان منہدم ہو کر مٹ جائیں گے"۔

اس الہام میں زلزلہ کی تباہی کے علاوہ کمال خوبی کے ساتھ اس جگہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا تھا۔ جہاں اس زلزلہ کی سب سے زیادہ سختی محسوس ہونی تھی۔ چنانچہ محلها ومقامها کے الفاظ صاف طور پر یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اس زلزلہ کی زیادہ تباہی ایسے علاقہ میں آئے گی۔ جہاں عارضی رہائش اور مستقل رہائش دونو قسم کی بستی ہوگی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ وہ ایسا پہاڑ ہی ہو سکتا ہے۔ جہاں ایک طرف تو مستقل آبادی ہو۔ اور دوسری طرف وہاں گرمی گزارنے کے لئے لوگ موسم گرما میں عارضی طور پر بھی جا کر رہتے ہوں۔ چنانچہ کانگڑہ کے ضلع میں دھرم سالہ اور پالم پور وغیرہ کے صحت افزا مقامات بالکل اسی نقشہ کے مطابق ہیں۔ گویا زلزلہ سے قریباً سوا سال قبل جبکہ اس زلزلہ کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے مسیح کو آنے والے زلزلہ کی خبر دے دی۔ اور پھر زلزلہ سے دس ماہ قبل اس کی خطرناک تباہی سے اطلاع دی۔ اور پھر اس کی جگہ بھی بتا دی اور اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے مندرجہ بالا الہام سے صرف چند دن بعد یعنی ۸ - جون ۱۹۰۴ء کو پھر دوبارہ الہام کیا۔ کہ:۔

"عفت الدیار محلها ومقامها۔ انی احافظ کل من فی الدار"۔ (اخبار الحکم قادیان بابت ۱۹۰۴ء نمبر ۱۹/۲۰ صفحہ ۳)

یعنی "ایک حصہ ملک کے عارضی رہائش کے مکانات اور مستقل رہائش کے مکانات منہدم ہو کر مٹ جائیں گے۔ مگر میں اس حادثہ عظیمہ میں ان لوگوں کو جو تیری جماعت کی چار دیواری میں ہونگے۔ محفوظ رکھوں گا"۔

اس الہام میں سابقہ خبر کی تکرار کے ساتھ یہ بشارت زیادہ کی گئی۔ کہ اس زلزلہ میں جماعت احمدیہ کی جانیں محفوظ رہیں گی۔ اس کے بعد جب زلزلہ کا وقت زیادہ قریب آیا۔ تو ۲۶/۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کشف میں بتایا۔ کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی الہام ہوا۔ کہ:۔

"موتا موتی لگ رہی ہے"۔ (اشتہار الوصیت مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء والحکم جلد ۱۹ - نمبر ۱۰ - صفحہ ۲)

گویا اس الہام میں یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ جس زلزلہ کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس میں صرف مالی نقصان ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ جانی نقصان بھی ہوگا۔ اور بہت سی جانیں ضائع جائیں گی۔ لیکن چونکہ ان دنوں میں طاعون کا بھی دور دورہ تھا۔ اور خیال ہو سکتا تھا۔ کہ شاید یہ الہام طاعون کے متعلق ہو۔ اس لئے یکم اپریل ۱۹۰۵ء کو خدا نے الہام فرمایا:۔

"محونا نار جهنم"۔ (البدر ۱۹۰۵ء نمبر ۱ جلد ۱)

یعنی "ہم نے وقتی طور پر طاعون کی آگ کو محو کر دیا ہے"۔ یعنی یہ نہ سمجھو۔ کہ یہ موتا موتی جس کی خبر دی گئی ہے۔ طاعون کے ذریعہ ہوگی۔ کیونکہ خدا کے علم میں یہ تباہی کسی اور حادثہ کے نتیجہ میں مقدر ہے۔

پھر جب یہ زلزلہ بالکل سر پر آن پہنچا۔ تو اس سے صرف ایک دن پہلے یعنی ۳ ر اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا۔ کہ

"موت دروازے پر کھڑی ہے"۔ (البدر ۱۹۰۵ء نمبر ۱ - صفحہ ۳)

یعنی جس تباہی کی ہم نے خبر دی تھی۔ اس کا وقت آن پہنچا ہے۔ چنانچہ اس الہام کے دوسرے دن یعنی ۴ ر اپریل ۱۹۰۵ء کو صبح کے وقت زلزلہ آیا۔ اور اس سختی کے ساتھ آیا۔ کہ ملک کی تاریخ میں اس سے پہلے اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ اور یہ زلزلہ عین شرائط بیان کردہ کے مطابق آیا۔ یعنی اس کی سب سے زیادہ تباہی ضلع کانگڑہ کے مقامات دھرم سالہ اور پالم پور وغیرہ میں ہوئی۔ جو اس علاقہ میں مستقل۔ اور عارضی رہائش کے بڑے مرکز تھے۔ اور اس زلزلہ کے نتیجہ میں لاکھوں روپے کے مالی نقصان کے علاوہ کئی ہزار لوگ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ چنانچہ سرکاری اعلانات سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس زلزلہ میں قریباً ۲۰ - ہزار جانیں ضائع ہوئیں۔ اور بے شمار عمارتیں مٹی کا ڈھیر ہو گئیں۔ (دیکھو ایڈیٹوریل مضمون مندرجہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۴ء) مگر یہ خدا کا فضل رہا۔ کہ جیسا کہ پہلے سے وعدہ دیا گیا تھا۔ اس تباہی میں کوئی احمدی فوت نہیں ہوا۔

اب ہر انصاف پسند شخص غور کرے۔ کہ یہ کیسا عظیم الشان نشان تھا۔ جو خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ظاہر کیا۔ خدا نے وقت سے پہلے۔

(۱) عذاب کی نوعیت بتادی۔

(۲) عذاب کی جگہ کی طرف اشارہ کر دیا۔

(۳) تباہی کی تفصیل بیان کر دی۔

(۴) عذاب کا وقت ظاہر فرما دیا۔

(۵) اور بالآخر یہ بشارت بھی دے دی۔ کہ اس حادثہ میں احمدیوں کی جانیں محفوظ رہیں گی۔

اور پھر سب کچھ عین اسی طرح ظاہر ہؤا جس طرح پہلے بتایا گیا تھا کیا اس سے بڑھ کر کوئی نشان ہوگا۔ مگر افسوس کہ بہت تھوڑے تھے۔ جنہوں نے اس نشان سے فائدہ اٹھایا۔ اور اکثر لوگ انکار اور استہزاء میں ترقی کرتے گئے۔ اور خدا کا یہ قول ایک دفعہ پھر سچا ہؤا۔ کہ یَاحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ۔ یعنے "اے افسوس لوگوں پر ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا۔ مگر وہ اس کا انکار کرتے اور اسے ہنسی کا نشانہ بنا لیتے ہیں"

آئندہ زلازل کی پیشگوئی

جب اللہ تعالےٰ نے یہ دیکھا۔ کہ اس کے اس عظیم الشان نشان سے لوگوں نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ تو اس کی رحمت پھر حرکت میں آکر عذاب کی صورت میں تجلی کرنے کے لئے تیار ہوئی چنانچہ اس زلزلہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پے بہ پے زلزلوں کی خبر دی۔ اور بار بار الہام فرمایا۔ کہ اب تیری صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے خدا زمین کو غیر معمولی طور پر جنبش دے گا۔ اور کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے جن میں سے بعض قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور زمین کے بعض حصے تہ و بالا کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ زلزلے دنیا کے مختلف حصوں میں آئیں گے۔ تا خدا اپنے قہری نشانوں سے لوگوں کو بیدار کرے اور تیری صداقت دنیا پر ظاہر ہو۔ چنانچہ ۸ اپریل ۱۹۰۵ء کو خدا نے فرمایا۔

"تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکا۔ زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم جاء الحق وزھق الباطل" (اشتہار الانذار مطبوعہ ۸ اپریل ۱۹۰۵ء) یعنے لوگوں نے پہلے نشان سے فائدہ نہیں اٹھایا اس لئے "اب ہم اور تازہ نشان دکھائیں گے۔ اور یہ نشان زلزلے کے دھکے کی صورت میں ظاہر ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہو گا۔ پس اے لوگو اس آنے والے عذاب سے اپنی جانوں کو بچاؤ۔ اس کے ذریعہ حق ظاہر ہوگا۔ اور باطل بھاگ جائیگا"

پھر ۹ اور ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء کو یہ الہام ہؤا۔ "لک نُری اٰیٰت ونھدم ما یعمرون" (البدر ۱۹۰۵ء ص۲) یعنے "ہم تیرے لئے اور نشانات ظاہر کریں گے۔ اور جو عمارتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں۔ انہیں ہم مٹاتے جائیں گے"

پھر ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کو الہام ہؤا۔ "انّی مع الافواج اٰتیک بغتۃ" (البدر ۱۹۰۵ء ص۳) یعنی میں پھر اپنی فوجیں لیکر آؤنگا اور اچانک آؤں گا"۔ یہ الہام اس کے بعد بھی کئی دفعہ ہؤا۔

پھر ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کو ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ کہ "سخت زلزلہ آیا ہے۔ جو پہلے سے زیادہ معلوم ہوتا تھا"

پھر ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک اور خواب دیکھا کہ "بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے۔ اور زمین اس طرح اڑ رہی ہے۔ جس طرح روئی دھنی جاتی ہے"

پھر ۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء کو یہ الہام ہؤا۔ کہ "بھونچال آیا۔ اور بڑی شدت سے آیا (بدر ۱۹۰۵ء ص۲)

پھر ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء کو الہام ہؤا۔ "زمین تہ و بالا کر دی" (البدر ۱۹۰۵ء ص۲)

پھر ۲۳ اگست ۱۹۰۵ء کو یہ وحی ہوئی۔ کہ "(۱) پہاڑ گرا اور زلزلہ آیا۔ (۲) تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں خدا ہوں۔ جس کو چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں جس کو چاہتا ہوں ذلت دیتا ہوں"۔ (بدر ۱۹۰۵ء ص۲)

پھر ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء کو الہام ہؤا۔ "عفت الدیار کذکری" (بدر ۱۹۰۵ء ص۲) یعنے "جس طرح لوگوں نے میری یاد کو اپنے دلوں سے محو کر رکھا ہے اسی طرح اب میرے ہاتھ سے آبادیاں بھی صفحۂ ہستی سے محو ہونگی"

پھر ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہؤا۔ "چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار" (بدر ۱۹۰۶ء ص۳) یعنے پانچ زلزلے خاص طور پر نمایاں ہوں گے

پھر ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء کو الہام ہؤا۔ "ھل اتٰک حدیث الزلزلۃ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا۔ وقال الانسان مالھا" (بدر ۱۹۰۶ء ص۲) "کیا تمہارے پاس زلزلہ کی خبر پہنچ گئی ہے۔ جب زمین کو سخت دھکے آئیں گے۔ اور وہ اپنے اندر کی چیزیں نکال کر باہر پھینک دے گی۔ اور لوگ حیرت سے کہیں گے زمین کو کیا ہو گیا ہے"

پھر ۱۲ اگست ۱۹۰۶ء کو الہام ہؤا۔ "صحن میں ندیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے" (بدر ۱۹۰۶ء ص۳) یعنے سخت زلزلوں کے ساتھ ساتھ بعض طغیانیاں بھی مقدر ہیں۔ اور یہ دونوں ملکر دنیا میں تباہی کا باعث بنیں گے

پھر ۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو فرمایا۔ "اردت زمان الزلزلۃ" (بدر ۱۹۰۷ء ص۳) یعنے خدا فرماتا ہے۔ کہ "میں نے ارادہ کیا ہے کہ اب دنیا پر زلزلوں کا زمانہ آجائے"

پھر ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو فرمایا "لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کروں گا" (بدر ۱۹۰۷ء ص۳) یعنے یہ جو زلازل کا زمانہ آرہا ہے اس میں دنیا کے مختلف حصوں میں زلزلے آئیں گے۔ اور لاکھوں جانیں ضائع ہوں گی۔

پھر ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء کو الہام ہؤا۔ "ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا" (بدر ۱۹۰۷ء ص۲)

مندرجہ بالا الہامات و رؤیا کے علاوہ اور بھی بہت سے الہامات و خوابیں ہیں جن میں زلزلہ کی خبر دی گئی ہے۔ اور بعض الہامات میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ بعض زلزلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی آئیں گے۔ اور بعض آپ کے بعد۔ مگر اس جگہ اختصار کے خیال سے صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اور الہامات اور خوابوں پر ہی بس نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زلزلوں کے متعلق بعض مکاشفات بھی دیکھے ہیں جنہیں آپ نے اپنی تصنیفات میں درج فرمایا ہے۔ مثلاً آپ اپنی ایک نظم میں بیان فرماتے ہیں ؎

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غم کدہ ہو جائیں گے عشرت کدہ
شادیاں جو کرتے تھے بیٹھیں گے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
ایک ہی گردش میں گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہوں گی نہیں ان کا شمار
تم سے غائب ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں ہر گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار

(یہ نظم ۱۹۰۵ء میں کہی گئی۔ اور درثمین میں چھپ چکی ہے)

پھر فرماتے ہیں۔ "وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے۔ وہ سب کو معلوم ہیں۔ لیکن حال ہی میں ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنے چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے۔ اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں۔ اور دس لاکھ آدمی اب تک بے خانماں ہیں۔ شائد نادان لوگ کہیں گے۔ کہ یہ کیونکر نشان ہو سکتا ہے۔ یہ زلزلے پنجاب میں نہیں آئے۔ مگر وہ نہیں جانتے۔ کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے۔ نہ صرف پنجاب کا۔ اور اس نے تمام دنیا کے لئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کے لئے .... یاد رہے۔ کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو۔ کہ

جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے۔ ایسا ہی یورپ میں بھی آئیں گے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے بعض انمیں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اسقدر موت ہوگی۔ کہ خون کی نہریں چلینگی ۔۔۔۔ اور اکثر مقامات زیر وزبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی ۔۔۔۔۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ امریکہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ تم شائد ان سے زیادہ مصیبت کا مونہہ دیکھوگے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں ۔۔۔ میں نے کوشش کی۔ کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا۔ کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو۔ تا تم پر رحم کیا جائے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

مندرجہ بالا خدائی الہامات و مکاشفات میں جس دل ہلا دینے والے طریق پر زلزلوں کی خبر دی گئی ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اور جیسا کہ ان میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ شروع سے مقدر تھا۔ کہ موعودہ زلزلے دنیا کے مختلف حصوں اور مختلف وقتوں میں آئیں۔ اور ان میں سے بعض اس قدر سخت ہوں کہ قیامت کا نمونہ پیش کریں۔ سو ان میں سے بعض زلزلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آگئے۔ (جیسا کہ شمال مغربی ہندوستان۔ جزائر غرب الہند۔ فارموسا۔ سان فرانسسکو اور چلی وغیرہ میں پے در پے خطرناک زلزلے آئے، اور یہ زلزلے اس طرح غیر معمولی طور پر آئے۔ کہ مشہور انگریزی اخبار پاؤنیر کو حیران ہو کر لکھنا پڑا۔ کہ یہ ایک بالکل غیر معمولی تباہی ہے۔ چنانچہ پاؤنیر نے لکھا :-

"اس عالمگیر تباہی کی دنیا کی تاریخ میں حضرت مسیح ناصری کے ایک سو سال بعد سے لیکر آج تک بہت ہی کم مثال نظر آتی ہے۔" (اخبار پاؤنیر الہ آباد مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۶ء)

لاہور کے انگریزی اخبار سول نے لکھا :-

"جمیکا کا تباہ کن زلزلہ جو ۱۹۰۶ء کے اسی قسم کے بہت سے تباہ کن زلازل کے اس قدر جلد بعد آیا ہے۔ ہر شخص کے دل میں یہ خیال پیدا کر رہا ہے۔ کہ اب سطح زمین امن کی جگہ نہیں رہی ۔۔۔۔ اس زمانہ میں ہمیں اس قسم کے ہیبت ناک واقعات دیکھنے میں آرہے ہیں۔ جو دور کے کسی گذشتہ زمانہ میں سنا جاتا ہے کہ ہوا کرتے تھے ۔۔۔۔۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ کہ ہم اس کرۂ ارض کو چھوڑ کر کسی اور پر امن کرہ میں نہیں جا سکتے"۔ (اخبار سول لاہور ۷ فروری ۱۹۰۷ء)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے بعد آپ کی زندگی میں دنیا کے مختلف حصوں میں بڑے سخت زلزلے آئے۔ اور بعض آپ کی وفات کے بعد آئے۔ (جیسا کہ اٹلی جاپان چین وغیرہ کے تباہ کن زلزلے) اور بعض آئندہ آئیں گے اور یہ خدا ہی کو علم ہے۔ کہ وہ کب کب اور کہاں کہاں آئیں گے اور ان کے نتیجہ میں کیا کیا تباہی مقدر ہے۔ مگر وہ تباہ کن زلزلہ جو حال ہی میں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو ہندوستان کے شمال مشرق میں آیا ہے جس نے صوبہ بہار اور ریاست نیپال اور بنگال کے بعض حصوں میں ایک قیامت برپا کر رکھی ہے۔ وہ ایک ایسا زلزلہ ہے۔ کہ اس میں ۱۹۰۵ء کے شمال مغربی ہندوستان والے زلزلہ کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات و کشوف میں تصریح اور تعیین پائی جاتی ہے۔ اور یوں نظر آتا ہے۔ کہ گویا خدائی ہاتھ معین طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ کہ یہ زلزلہ ان خاص زلزلوں میں سے ایک ایسا زلزلہ ہے جس کے متعلق تعیین اور صراحت کے ساتھ خبر دی گئی تھی ؛

۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کا قیامت نما زلزلہ اور اسکی علامات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور کشوف سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء والے زلزلے کے متعلق اللہ کی طرف سے مندرجہ ذیل علامات مقرر تھیں۔ یعنے منجملہ بعض اور علامات کے ذیل کی پانچ علامات اس کے لئے خاص طور پر مقرر کی گئی تھیں

اوّل۔ اس زلزلہ میں خطرناک تباہی آئے گی۔ اور اس کے ساتھ پانی کا سیلاب بھی ہوگا۔

دوم :- یہ زلزلہ نادر شاہ بادشاہ افغانستان کے قتل کے بعد اس کے قریب کے زمانہ میں آئے گا

سوم :- یہ زلزلہ موسم بہار میں آئے گا۔

چہارم :- یہ زلزلہ ہندوستان کے شمال مشرقی علاقہ میں آئیگا

پنجم :- یہ زلزلہ خاکسار راقم الحروف مرزا بشیر احمد کی زندگی میں آئیگا اور خاکسار ہی ابتداءً اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلانے والا ہوگا

یہ وہ پانچ علامات ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے آج سے قریباً ۲۸ سال پہلے اس زلزلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظاہر فرمائیں۔ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ یہ باتیں کس طرح بعینہٖ پوری ہوئیں ؛

اس زلزلہ کی خطرناک تباہی کے ساتھ پانی کا سیلاب مقدر تھا

سب سے پہلی علامت جو زلزلہ کی تباہی اور پانی کے سیلاب کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس میں سے تباہی والا حصہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے الہامات اور کشوف میں بیان ہوا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے اور چونکہ یہ زلزلہ بھی ان خطرناک زلزلوں میں سے ایک زلزلہ ہے جن کی خبر دی گئی تھی۔ اس لئے جو تباہی کی صورت دوسرے سخت زلزلوں کے متعلق بیان ہوئی ہے۔ وہی اس زلزلہ پر بھی چسپاں ہوگی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک مکاشفہ میں ایک ایسے زلزلہ کا ذکر کیا ہے جس کے ساتھ زمین کو زیر و زبر کر دینے والی تباہی کے پہلو بہ پہلو سیلاب کی تباہی بھی شامل ہوگی چنانچہ فرماتے ہیں ؎

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحیِ حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

(اشتہار النداء من وحی السماء مطبوعہ ۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

اس مکاشفہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاف الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ ایک خطرناک زلزلہ آنے والا ہے جس سے زمین زیر و زبر ہو جائے گی۔ اور اس زلزلہ کے ساتھ پانی کا سیلاب بھی ہوگا۔ عام حالات کے لحاظ سے یہ ایک عجوبہ بات نظر آتی ہے کہ زلزلہ اور سیلاب ایک جگہ جمع ہوں۔ مگر خدا کے مسیح نے یہ بتا رکھا تھا۔ کہ وقت آتا ہے کہ یہ دونوں تباہیاں ایک جگہ جمع ہونگی اس مکاشفہ میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ پہلے زلزلہ آئے گا اور پھر اس کے بعد پانی کا سیلاب آئے گا۔ مگر ساتھ ہی دونوں کو اکٹھا کر کے یہ بھی ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ کہ یہ نہ سمجھو کہ یہ الگ الگ حادثات ہیں۔ بلکہ اصل میں وہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ مگر ان کا ظہور ایک دوسرے کے ساتھ آگے پیچھے ہوگا۔ اب دیکھ لو۔ کہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو صوبہ بہار میں بعینہٖ اس کے مطابق واقعہ ہوا۔ یعنے پہلے زلزلہ آیا۔ اور اس سے زمین زیر و زبر ہو گئی۔ اور پھر اس کے بعد زمین پھٹنے سے اس کے اندر کا پانی جوش مارتا ہوا باہر نکلا۔ جس سے میل ہا میل تک کا علاقہ پانی میں غرق ہو کر یوں نظر آنے لگا۔ جیسے کوئی سمندر ہے۔ چنانچہ ہندوستان کا مشہور انگریزی اخبار سٹیٹسمین لکھتا ہے :-

"اس زلزلہ کے دھکوں سے کئی جگہوں پر زمین پھٹ پھٹ کر بڑے بڑے غار پڑ گئے۔ اور زمین کے اندر کا پانی جوش مارتا ہوا باہر نکل آیا۔ جس سے اب سارا علاقہ غرقاب ہے"۔

(سٹیٹسمین مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

لاہور کا اخبار "زمیندار" رقمطراز ہے۔ کہ اس زلزلہ کے نتیجہ میں "زمین کے پھٹ جانے کی وجہ سے پانی کے چشمے ابل رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ طغیانی آگئی ہے۔ تمام شہر پانی کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے"۔ (زمیندار ۲۰ جنوری ۱۹۳۴ء)

زمین کے پھٹنے سے جو سیلاب آیا۔ اس کے علاوہ زلزلہ کے بعد اس علاقہ میں سخت بارش بھی ہوئی۔ گویا اوپر اور نیچے دونوں طرف سے زلزلہ کی مصاحبت کے لئے پانی آموجود ہوا۔ اور خدا

کی قدرت نمائی کا مزید کرشمہ ہے۔ کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات میں یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ بعض زلزلے ایسے بھی آئیں گے۔ کہ ان سے پہلے ملک میں سخت طغیانیاں آچکی ہوں گی ۱۵ ارجنوری ۱۹۳۴ء والے زلزلہ سے پہلے بھی ملک کے مختلف حصوں میں طغیانیاں آئیں۔ چنانچہ اس بارے میں یہ الہام الٰہی اوپر درج ہو چکا ہے۔ کہ "صحن میں ندیاں چلیں گی۔ اور سخت زلزلے آئیں گے" (بدر ۱۹۰۶ء ۳۲۶ ص۲) اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کی تشریح فرماتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ "میرے پر خدا نے یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ سخت بارشیں ہوں گی۔ اور گھروں میں ندیاں چلینگی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے۔" (حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء ص۲۶)

سو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ علامت بھی ۱۵ ارجنوری والے زلزلہ میں لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ کیونکہ جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں۔ گذشتہ موسم برسات کے آخر میں ملک کے کئی حصوں میں نہایت سخت طغیانیاں آئیں۔ چنانچہ رہتک۔ صوبہ پنجاب۔ دریائے گومتی کی وادی صوبہ یو۔پی۔ مدنا پور کا علاقہ صوبہ بنگال اور اڑیسہ صوبہ بہار میں ۱۹۳۳ء کے آخر میں جو تباہ کن طغیانیاں آئیں۔ وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ گویا اس زلزلہ میں وہ دونوں علامتیں پوری ہوئیں جو پہلے سے بتادی گئی تھیں۔ یعنے اول یہ کہ زلزلہ سے پہلے ملک کے مختلف حصوں میں تباہ کن طغیانیاں آئیں۔ جن سے صحنوں میں ندیاں چل گئیں۔ اور دوسرے یہ کہ خاص اس زلزلہ میں زلزلہ کے دھکوں سے جگہ بہ جگہ زمین پھٹ کر اندر کا پانی جوش مارتا ہوا باہر نکل آیا۔ اور ایک خطرناک سیلاب کی صورت پیدا ہوگئی اور اس طرح وہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ کہ اس زلزلہ کے ساتھ پانی کا سیلاب بھی ہوگا۔ اور زلزلے کے دھکے اور پانی کی تباہی دونوں ملکر تباہی کے ہیبت ناک منظر کو پورا کریں گے۔

جان و مال کا بے انداز نقصان

باقی رہا جان و مال کا نقصان جو اس زلزلہ کے نتیجہ میں ہوا ہے۔ سو اس کی داستان ایک خون کے آنسو رلانے والی داستان ہے۔ جانی نقصان کا تو ابھی تک کوئی صحیح اندازہ لگ ہی نہیں سکا۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے وقتاً فوقتاً اندازے شائع کئے۔ اور ہزاروں جانوں کا نقصان بتایا۔ مگر بعد میں ہر اندازے کی تردید ہوگئی۔ اور صحیح اندازہ لگ بھی کس طرح سکتا ہے۔ جبکہ ابھی ہزار ہا مکانوں کا ملبہ اسی طرح ڈھیروں کی صورت میں پڑا ہے۔ اور کچھ خبر نہیں۔ کہ ان کے نیچے کتنی جانیں دبی پڑی ہیں۔ اور مالی نقصان کا تو یہ حال ہے۔ کہ شہروں کے شہر صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔ اور سوائے مٹی کے ڈھیر کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ غریبوں کے گھر امیروں کے مکانات راجوں۔ مہاراجوں کی کوٹھیاں۔ بادشاہوں کے محل۔ گورنمنٹ کی عمارات۔ کارخانے پل۔ دوکانیں۔ بازار منڈیاں وغیرہ سب خاک میں مل گئے ہیں۔

اور سیلاب اور زمین کے جگہ جگہ پھٹ جانے سے فصلوں کا جو نقصان ہوا ہے۔ وہ مزید بر آں ہے۔

الغرض اس علاقہ میں اس وقت ایک قیامت کا نمونہ برپا ہے۔ مونگھیر۔ دربھنگہ۔ مظفر پور۔ موتی ہاری اور کھٹمنڈو تو گویا بالکل ہی صاف ہو چکے ہیں۔ اور باقی جگہوں میں بھی ایک ہولناک نظارہ تباہی و بربادی کا نظر آتا ہے۔ زلزلہ کی رَو پہلے تو ایک طرف سے دوسری طرف جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔ لیکن پھر یوں محسوس ہوا۔ کہ زمین کے نیچے کوئی چرخی کی طرح گھوم رہی ہے۔ گویا خدائی فرشتوں کی فوج اس ارادہ سے اتری ہے۔ کہ سب کچھ پیس کر رکھ دے گی۔ اس زلزلہ کی تباہی ۱۹۰۵ء کے شمال مغربی زلزلے سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ نہ صرف جانوں کا نقصان زیادہ ہے۔ بلکہ بوجہ اس کے کہ یہ ایک زرخیز اور آباد علاقہ تھا۔ اس میں جو مالی نقصان ہوا ہے۔ وہ کانگڑا وادی کے نقصان سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اور کروڑوں کروڑ روپے سے کسی صورت میں کم نہیں۔ چنانچہ اس نقصان کو دیکھتے ہوئے علاوہ بہت سے ہندوستانی لیڈروں کے ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند اور گورنران صوبجات والیان ریاست اور ہز میجسٹی کنگ جارج اور وزیر ہند اور لارڈ میئر آف لنڈن اور غیر حکومتوں کے صدور اور وزراء وغیرہ نے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے چندہ کی خاص تحریک کی ہے۔ اور خود بھی چندہ دیا ہے۔

الغرض کیا بلحاظ جانی نقصان اور کیا بلحاظ مالی نقصان (جس کا پورا پورا اندازہ ابھی تک نہیں ہو سکا۔ اور اس وقت تک جو بھی اندازہ ہوا ہے۔ اس سے اصل نقصان بہر حال بڑھ کر ہے) یہ زلزلہ ایک خاص زلزلہ تھا۔ اور اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ کہ یہ ایک قیامت کا نمونہ تھا۔ جو خدا نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ مگر چونکہ ہر قوم و ملت کے اخبارات میں اس زلزلہ کی تباہی کے حالات مفصل شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب تک ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق حوالے اور اقتباسات نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن محض نمونے کے طور پر اور کسی قدر تفصیلات کا علم دینے کے لئے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں

تباہی کے ہولناک کوائف

اخبار الجمعیۃ دہلی لکھتا ہے:۔

"سب سے زیادہ ہولناک تباہی کی خبریں صوبہ بہار کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں مثلاً پٹنہ۔ مظفر پور۔ دربھنگہ۔ لہریا سرائے۔ مونگھیر۔ بھاگل پور۔ جمالپور۔ گیا۔ بتیا۔ ترہٹ۔ پورنیہ۔ پوسا۔ سمستی پور۔ سارن۔ چمپارن۔ موتی ہاری۔ صاحب گنج۔ سیتامڑھی چھپرا۔ جنیت پور۔ حاجی پور۔ ڈگھی۔ آرہ اور چھوٹے چھوٹے قصبات و دیہات کے متعلق موصول ہوئی ہیں۔ مونگھیر۔ دربھنگہ اور مظفر پور بالکل تباہ ہو گئے۔ مونگھیر میں صرف چار مکانات باقی ہیں۔ پٹنہ میں کوئی عمارت ایسی باقی نہیں بچی۔ جو بالکل یا جزوی طور پر مسمار نہ ہوگئی ہو۔ اول الذکر شہر میں ہزاروں لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ اور ہزاروں ابھی چونے اور اینٹوں اور لوہے کے گاڈروں کے نیچے دبی پڑی ہیں۔

شہروں اور شہروں کے باہر دیہاتی علاقوں میں زمین شق ہو گئی کنوئیں ابل پڑے۔ اور بعض مقامات پر کئی کئی سوگز کی چوڑائی سے پانی بیس فٹ اونچا فضا میں کئی کئی گھنٹوں تک ابلتا رہا۔ اور ایسی طغیانی آئی۔ کہ وہ علاقے جو ہمیشہ خشک رہتے تھے۔ سات فٹ گہرے پانی کی جھیل بن گئے۔ پٹنہ کے قریب گنگا کا دریا پانچ منٹ کے لئے بالکل غائب ہو گیا۔ اور پانچ منٹ کے بعد پورے جوش اور طغیانی کے ساتھ بہنے لگا۔ غاروں سے گندھک اور ریت نکلتا رہا۔ فصلیں تباہ ہو گئیں۔ اور گاؤں کے گاؤں غرق ہو گئے۔ آتشزدگی نے علیحدہ تباہ کیا۔ مونگھیر اور مظفر پور میں ہزاروں انسان جو مر گئے۔ ان کی لاشیں بلا امتیاز مذہب و ملت دریا میں بہادی گئیں۔ جو باقی رہ گئے۔ ان کی خانماں بربادی اور حسرت انگیز تباہی کا منظر قابل رحم ہے۔

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ارجنوری ۱۹۳۴ء)

سٹیٹس مین کا بیان ہے۔ کہ "مہاراجہ دربھنگہ کے محلات اور مکانات اس طرح زمین کے برابر ہو گئے۔ کہ ان کے کھنڈروں کو پہچانا بھی نہیں جاسکتا۔" (سٹیٹس مین دہلی مورخہ ۲۰ ارجنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار سول لاہور لکھتا ہے۔ کہ "مہاراجہ صاحب دربھنگہ کے محلات کا یہ حال ہے۔ کہ آنند باغ محل کا مینار اور دیواریں زمین سے پیوست ہو گئی ہیں۔ اور باقی بھی شکستہ ہوگئی ہیں۔ نور گواہ محل۔ موتی محل بالکل کھنڈرات ہو گئے ہیں۔ راج نگر جس پر مہاراج کے باپ نے ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا تھا۔ اب صرف ایک تباہ شدہ بستی اور اجاڑ کھنڈرات کا ڈھیر رہ گیا ہے۔ مہاراجہ دربھنگہ کے کل نقصان کا موٹا اندازہ پانچ کروڑ روپیہ سے کم نہیں ہے۔" (سول ملٹری گزٹ ۹ ارفروری ۱۹۳۴ء)

اخبار سرچ لائٹ پٹنہ لکھتا ہے۔ کہ "جب بھونچال آیا۔ تو اس کے ساتھ ہی زمین سے آگ نکلنی شروع ہو گئی جس سے سونخ اکدمرم اور تہو دونوں گاؤں تباہ ہو گئے۔"

(سرچ لائٹ پٹنہ ۲۹ ارجنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار حقیقت لکھنو لکھتا ہے۔ کہ "کھٹمنڈو میں ایسی قیامت آئی۔ کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ رام نگر سے کھٹمنڈو کو جو سلسلہ کوہ جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی پہاڑی رامار العقوئی میں عجیب طور پر شگاف ہو گیا ہے۔ یعنے جس طرح کوئی دیوار بنیاد تک شق ہو جاتی ہے اس طرح پہاڑ کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اور شگاف کی تہ میں ایک کھولتا ہوا چشمہ ابل پڑا ہے۔ جس سے کچھ ایسے بخارات اٹھ رہے ہیں۔ کہ کوئی اس کے قریب نہیں جاسکتا۔

تین سرکاری عالی شان محل جن کی خوبصورتی اور صناعی پر یورپین انجنیئر عش عش کرتے تھے مسمار ہو گئے ہیں۔ اور سب سے زیادہ اندوہناک واقعہ یہ ہے کہ راستہ میں ایک ایسا گہرا شگاف پڑ گیا ہے کہ کئی دنوں تک آمد و رفت نہ ہو سکے گی۔ اگرچہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس علاقہ میں ہزاروں جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ لیکن اس سے عجیب واقعہ یہ ہے کہ کئی پہاڑی ندیاں جو ان دنوں بھی ابلتی رہتی ہیں وہ بھی غائب ہو گئی ہیں۔ گوالامنڈی نیپال گنج اور بھکنہ تھوری میں بھی اس وقت حشر بپا ہے۔ بازار تباہ ہو گئے ہیں۔ شہر پر ویرانے کا دھوکہ ہوتا ہے۔ خاص کر نیپال گنج میں جہاں بڑے بڑے گودام تھے۔ ایسی تباہی آئی ہے جس کا اندازہ لاکھوں روپیہ سے زیادہ ہے۔ پہاڑی علاقہ میں ایسی تباہی آئی ہے۔ جس کا اندازہ دشوار ہے۔ انسان تو انسان حیوان اس قہر خدا سے حواس باختہ ہو گئے تھے۔ اور درندے نہایت بدحواسی سے آدمیوں کے پاس بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔"

(حقیقت ۱۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار ملاپ لاہور لکھتا ہے کہ:۔

"وادی نیپال میں قریباً تمام مکانات گر گئے ہیں کھٹمنڈو میں کئی میدانوں اور پہاڑیوں میں دراڑ پڑ گئے ہیں۔ مہاراجہ کی دو لڑکیاں ہلاک ہو گئیں۔ مہاراجہ کی ایک پوتی اور چچازاد بھائی۔ اس کی بیوی اور دو بچے بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔" (ملاپ یکم فروری ۱۹۳۴ء)

ٹریفک منیجر بنگال ریلوے کا بیان ہے کہ:۔

اس علاقہ میں آمد و رفت کے ذرائع کے کلی انقطاع کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ نہ سڑکیں رہی ہیں۔ نہ ریلیں نہ تاریں۔ ملک کے وسیع قطعے سیلاب میں غرق ہیں۔ اور عملی طور پر اس علاقہ میں سے گزرنا قطعاً ناممکن ہو رہا ہے۔ اس وقت آنکھوں کے سامنے ابتری اور مایوسی کا منظر ہے۔ اور آئندہ کے لئے سوائے خاموشی اور خطرے کے کچھ نظر نہیں آتا۔" (سول لاہور ۹ فروری ۱۹۳۴ء)

اخبار زمیندار لاہور لکھتا ہے کہ:۔

۱۵ جنوری کے ہولناک زلزلے نے صوبہ بہار کے مختلف مقامات پر تباہی و بربادی کا جو ہولناک منظر پیدا کر دیا ہے۔ اس کی نظیر ہندوستان کی تاریخ میں موجود نہیں۔ اس بدنصیب صوبہ میں اب تک تقریباً ہزارہا نفوس جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں ہلاکت کا شکار ہو چکے ہیں۔ مجروحین کی تعداد قریباً ایک لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ کروڑوں روپیہ کی جائدادیں زلزلے کے بے پناہ ہاتھ سے پیوند زمین ہو چکی ہیں۔ تمام اثاث البیت جو انہوں نے صدیوں کی محنت سے جمع کیا تھا۔ ہزاروں من ملبے کے نیچے دب کر برباد ہو چکا ہے۔ شہروں کے شہر مسمار اور علاقوں کے علاقے ڈھنڈار ہو چکے ہیں۔ کئی کئی میل تک کھانے پینے کی چیزوں کا نام و نشان نہیں۔ سردی سے بچنے کے لئے کپڑے کی دھجی تک میسر نہیں۔" (زمیندار ۲۵ جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار پرتاپ لاہور لکھتا ہے کہ:۔

بہار و اڑیسہ سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں وہ بہت دردناک ہیں۔ وہاں سے جو اصحاب بھاگ کر الہ آباد میں آئے ہیں ان کا بیان ہے۔ کہ مونگھیر۔ مظفر پور۔ چھپرا۔ سیتا مڑھی۔ اور دربھنگہ میں ۲۰ کروڑ کا نقصان ہو گیا ہے۔ ۲۵ ہزار آدمی صرف ایک مونگھیر میں مر گئے ہیں۔ صرف ۲۲ جنوری کے دن سرکاری انتظامات کے ماتحت تین ہزار لاشوں کو جلایا گیا۔ مذکورہ بالا شہروں میں بازاروں کا نام و نشان نہیں ملتا۔ وہ لاشوں۔ سروں۔ ٹانگوں اور پتھروں وغیرہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ اتنی بدبو پھیل رہی ہے کہ ٹھہرنا مشکل ہو رہا ہے۔

"امرت بازار پتر کا" کا سپیشل نامہ نگار مونگھیر سے لکھتا ہے کہ زلزلہ زدہ علاقہ میں ایک لاکھ مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ . . . . .

. . . ایک تجارتی ایجنٹ ابھی ابھی مظفر پور سے آیا ہے جو زلزلہ کے وقت وہاں موجود تھا۔ وہ بیان کرتا ہے۔ کہ مکانات کی چھتوں سے انسانی سر۔ ٹانگیں۔ ہاتھ اور پاؤں بیسیوں کی تعداد میں کٹے ہوئے گر رہے تھے۔ ہاہاکار کی آوازوں سے میں گھبرا گیا۔ کئی آدمیوں کو کھڑکیوں سے چھلانگیں لگاتے دیکھا۔ مگر ان کے نیچے آنے سے پہلے دیواریں گر جاتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انسانی سروں۔ ہاتھوں اور بازوؤں کی بارش ہو رہی ہے۔ . . . . . . گیا کے قریب ایک چھوٹا سا دریا تھا۔ جس کا نام پھلگر ہے وہ بالکل خشک ہو گیا۔ جہاں پہلے پانی تھا وہاں اب ریت کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ نہ معلوم دریا کا پانی کہاں غائب ہو گیا لیکن تعجب خیز بات یہ ہے۔ کہ وہ ندیاں جو اس موسم میں بالکل خشک ہوا کرتی تھیں۔ پانی سے بھر گئی ہیں۔" (پرتاپ لاہور مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۳۴ء)

مونگھیر کی تباہی کے متعلق ایک صاحب کا چشم دید بیان ہے کہ

۲ بج کر ۵ منٹ پر جب کہ میں بازار میں جا رہا تھا۔ دفعتہً ہولناک آواز سنائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوائی جہاز آ رہا ہے۔ چند ہی سیکنڈ میں کپکپی اور رعشہ شروع ہونے لگا۔ پھر زمین میں دائیں اور بائیں دو حرکتیں ہوئیں۔ بعد ازاں ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی نے زمین کو چرخی پر رکھ کر گھما دیا ہے۔ . . . . . میرے ہوش و حواس زائل ہو گئے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد سنبھلا تو ایک عجیب منظر میرے سامنے تھا۔ جہاں تک نظر جاتی تھی۔ کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں مونگھیر میں نہیں۔ . . . . شہر کی حالت اتنی تبدیل ہو گئی تھی کہ میں اپنا گھر بھی نہ پہچان سکا۔ آخر ایک ٹیلہ پر بیٹھ کر رات گزاری۔ صبح اٹھ کر دیکھا تو تمام شہر خاک کا ڈھیر تھا۔" (انقلاب مورخہ یکم فروری ۱۹۳۴ء)

آنریبل سید عبدالعزیز صاحب وزیر تعلیم صوبہ بہار بیان کرتے ہیں۔ کہ:۔

"ایک جگہ نہر پانی سے بھری ہوئی رواں تھی۔ زمین پھٹی اور نہر کا پانی زمین کے اندر سما گیا اور نہر خشک ہو گئی۔ ایک لاری جا رہی تھی۔ زلزلہ آیا اور آدمی اس میں سے اتر گئے۔ زمین شق ہو گئی اور لاری زمین کے اندر سما گئی۔ اس کے بعد زمین لاری کو اپنے پیٹ میں لے کر اس طرح پیوست ہو گئی۔ کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔" (انقلاب ۲ فروری ۱۹۳۴ء)

مہاراجہ صاحب مونگھیر کے داماد کا بیان ہے۔ کہ:۔

"وہ شہر (مونگھیر) جو کسی وقت نہایت خوبصورت اور دلکش تھا۔ نہایت بھیانک اور خوفناک منظر پیش کر رہا تھا۔ سوائے منہدم دوکانات کے ملبوں کے وہاں کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ ابھی ہلاک ہونے والوں کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ فی الحال ۲۵ ہزار آدمیوں کا اندازہ کیا گیا ہے۔ اب تک میونسپلٹی رجسٹروں میں ۱۲ ہزار کے نام درج ہو چکے ہیں۔ چیل اور کووں کے جھنڈ کے جھنڈ مردہ لاشوں کو چیرنے پھاڑنے میں مشغول نظر آتے ہیں۔ تمام شہر قبرستان کا ایک ہیبت ناک منظر پیش کر رہا ہے۔ میں اس منظر کے بیان کرنے سے قاصر ہوں جو میں نے وہاں دیکھا۔"

(حقیقت لکھنؤ ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار ملاپ کا ایڈیٹر اپنے چشم دید حالات لکھتا ہے۔ کہ:۔

"زلزلہ کی وجہ سے ایسی سخت مصیبت آئی ہے۔ کہ جس کا بیان کرنا نہ صرف مشکل بلکہ تواریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ان حالات کے بیان کرنے سے دل لرزتا ہے۔ . . . . . . مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ طوفان نوحؑ آ گیا ہے۔ یہ کیفیت پانی کے سیلاب سے ہوئی۔ بڑے بڑے لکھ پتی اس وقت درختوں کے نیچے چادر وغیرہ تانے ہوئے پڑے ہیں۔"

(ملاپ لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۳۴ء)

پھر لکھتا ہے کہ:۔ اٹھائیس برس کے بعد ایک بار پھر ہندوستان نے ایک خوفناک بھونچال کو دیکھا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں ضلع کانگڑہ میں تباہی مچی تھی۔ اور اب کے بہار و اڑیسہ اور نیپال میں ہیبت ناک بربادی ہوئی ہے۔ بھونچال کے وقت کئی کئی فٹ مکانات معہ بنیادوں کے زمین کے اوپر اچھلے ہیں۔ کنوؤں کا پانی فوارے کی طرح باہر نکلا ہے۔ اور اپنے ساتھ اندر کی ریت بھی ساتھ لایا ہے کہ کھیتوں میں میل ہا میل تک ریت کی کئی کئی فٹ تک تہ جم گئی ہے۔

باپ بچوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ بچے اپنے ماتا پتا کو تلاش کر رہے ہیں۔ گرے ہوئے مکانات میں جو بچے بچ رہے ہیں۔ وہ ایک ایک اینٹ اٹھا کر دیکھ رہے ہیں کہ ان کے ماتا پتا نیچے سے نظر آ سکیں۔ اور انہیں پیار سے بلا سکیں۔ لیکن بھونچال نے کس کو زندہ رہنے دیا ہے۔ جب مکان کھودتے کھودتے لاش نکلتی ہے تو پھر چیخ و پکار کا کیا ٹھکانا ہے پتھر سے پتھر دل بھی روتا ہے۔" (ملاپ ۲۵ جنوری ۱۹۳۴ء)

پھر لکھتا ہے۔ کہ " وہ کھیت جو ۱۵ جنوری کی دوپہر تک دھان کی فصل کے لئے نہایت مفید تھے۔ دفعۃً ریگستان میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ آیا زلزلہ کے باعث جو ریت زمین کے جگر سے نکل کر خوشگوار کھیتوں میں پڑی ہے۔ وہ صحرا کی دائمی صورت اختیار کر جائے گی۔ یا اس ریگستان کے نخلستان میں تبدیل ہو جانے کا کوئی امکان باقی ہے؟۔۔۔

۔۔۔۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ جو لاکھوں ایکڑ اراضی تباہ ہو گئی ہے۔ اس کے غریب باشندوں کو جن کا گذارہ کاشت اراضی پر تھا۔ کسطرح روٹی مہیا کی جائے۔ اور زمین کو کس طرح اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ از سر نو اپنی زندگی شروع کر سکیں۔

شہر والوں کے متعلق یہ غلط خیال ہے۔ کہ وہی زیادہ مصیبت زدہ ہیں۔ دیہات والے تو بالکل ہی تباہ ہو گئے ہیں۔ ایک لاکھ ایکڑ رقبہ سے زیادہ گنے کی فصل کھڑی ہے۔ مگر گنا پیلنے کے تمام کارخانے تباہ ہو گئے ہیں" (ملاپ ۳ فروری ۱۹۳۴ء)

پھر ملاپ لاہور کا ایڈیٹر اپنے ایڈیٹوریل مضمون میں لکھتا ہے۔ کہ:۔ "تین دن اور تین رات لگاتار بھونچال زدہ علاقہ میں سفر کرنے کے بعد پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ تباہی بہت بڑی ہے۔ اور اخباروں کے ذریعہ اب تک عوام کو جو پتہ لگا ہے۔ وہ اس تباہی کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ میری آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ افسوس میرا قلم اور میری زبان اس کے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ کوئی تباہی سی تباہی ہے۔ اور بربادی سی بربادی ہے؟ دو منٹ کے جھٹکے نے چشم زدن میں دو سو میل لمبے اور ایک سو میل چوڑے علاقہ کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے ہزاروں برس کی تہذیبیں اور سینکڑوں برس کی یادگاریں مٹا دی گئی ہیں۔ جن مکانوں اور محلوں میں ہر وقت چہل پہل رہتی تھی۔ وہاں اب گدھ اور چیلیں منڈلا رہی ہیں۔ اور حیوانوں و انسانوں کی لاشوں کو نوچ نوچ کر کھا رہی ہیں۔

ریل کی سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں۔ موٹر کار کا راستہ پھٹ چکا ہے۔ کھیت دلدل بن گئے ہیں۔ ایک ہزار گاؤں پانی سے محروم ہو گئے ہیں۔ کنوؤں نے آتش فشاں پہاڑ کے دہانہ کا کام دیا ہے بھونچال کے وقت ان سے ریت پانی اور کالا مادہ اچھل اچھل کر نکلتا رہا ہے۔ کئی مقامات پر زمین اتنی پھٹ گئی ہے۔ کہ اس میں کئی غاریں بن گئی ہیں۔ اور بہت سے جانور ان غاروں میں گر کر جان بحق ہو گئے ہیں:۔

زلزلہ کا سب سے زیادہ غصہ مونگھیر پر نکلا ہے۔ یہ مہابھارت کے راجہ کرن کا آباد کیا ہوا پرانا شہر تھا۔ چالیس پچاس ہزار کی آبادی ہو گی۔ تنگ بازار اور تنگ گلیاں تھیں۔ مکانات سہ منزلہ اور چار منزلہ تھے۔ دیہات سے لوگ عید کے لئے خوشی کا سامان خریدنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہندو بسنت کی تیاریوں میں مشغول تھے۔ کہ یکلخت ۱۵ جنوری کو ایک مہیب شور زمین کے اندر سے سنائی دینے لگا۔ گڑگڑاہٹ نے کان پھاڑ ڈالے اور زمین متزلزل ہو اٹھی۔ مکانات ناچتے ہوئے نظر آنے لگے اور پھر ایک لمحہ میں "اڑا اڑادہم" کی صدائیں اٹھیں۔ گرد و غبار کا چاروں طرف اٹھتا ہوا انبار تھا۔ جو جہاں تھا۔ وہیں رہ گیا اور کسی کو کسی کی خبر لینے کی سدھ نہ رہی۔ چند منٹوں کے بعد جو لوگ زندہ بچ نکلے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ مونگھیر کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا۔ اور کھنڈرات کے اندرون سے چیخوں کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ زلزلہ کی ہیبت ناک آواز تو بند ہو گئی ہے لیکن دبے ہوئے مردوں بچوں اور عورتوں کی چلاہٹ سے زمین کے اندر طوفان برپا ہو رہا ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ انسانی شور بند ہو گیا۔ اور دبے ہوئے لوگ یا تو مر گئے۔ یا بے ہوش ہو گئے

اس کے بعد کھدائی کا کام شروع ہوا۔ بازاروں میں سائکل سوار بدستور سائکل پر بیٹھا نکلا ہے۔ لیکن مرا ہوا۔ مکان میں ماں بچے کو نہلا رہی ہے۔ ایک ننھا بچہ گود میں ہے۔ اسی حالت میں مکان گرا ہے۔ اور لاشیں اسی حالت میں نکلی ہیں۔ دوکاندار سودا تول رہے ہیں سامنے خریدار کھڑے ہیں۔ اور انہیں جہاں کا تہاں بھونچال نے رکھ دیا ہے۔ ملبہ کو ہٹانے کے بعد اسی پوزیشن میں لاشیں نکلی ہیں

مونگھیر کے بعد شمالی بہار میں سب سے زیادہ نقصان مظفر پور میں ہوا ہے۔ اس کی آبادی ۵۲ ہزار کی تھی۔ سارے شہر میں ایک درجن سے زائد مکان نہیں بچے۔ سب کے سب نشٹ ہو گئے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت تک مظفر پور میں ملبہ کے نیچے سے ۲ ہزار لاشیں نکل چکی ہیں اور ابھی اور نکالی جا رہی ہیں

لوگوں کا بیان ہے۔ کہ پہلے ایک معمولی سا جھٹکا آیا۔ پھر زمین کے اندر سے ہوائی جہاز کے چلنے کی آواز آئی شور زیادہ بڑھا۔ اور ایسا معلوم ہوا۔ جیسے بم کے ہزار ہا گولے پھٹ رہے ہیں۔ اور تب مکانات گرنے لگے۔ اور چیخ و پکار کی ختم نہ ہونے والی صدائیں بلند ہو اٹھیں۔ دوکانوں اور مکانوں کے اندر زمین پھٹ گئی۔ اور پانی و ریت کے چشمے جاری ہو گئے۔ سڑکیں بھی پھٹ گئیں۔ اور ان کے اندر سے بھی ریت اور پانی باہر نکلنے لگا۔ دیہات میں بھی زمین جگہ جگہ سے پھٹ گئی۔ اور کہیں سے سات گز اور کہیں سے پانچ پانچ گز بلند فوارے جاری ہو گئے:۔

جنک پور میں سات آٹھ دن گذر جانے کے باوجود بازاروں میں کشتی چل رہی ہے۔ اسی طرح سیتا مڑھی کا حال ہوا ہے۔ اور دوسری طرف موتی ہاری (چپارن) میں بھی جل تھل بن گیا ہے۔ اس سارے علاقہ میں جہاں جہاں خشکی ہی خشکی تھی۔ وہاں پانی ہی پانی ہو گیا ہے۔ عجیب تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ کروڑ پتی اور لاکھوں پتی لوگوں کے عالی شان محل گر گئے ہیں۔ اور اب وہ پھٹی پرانی بوریوں میں رات بسر کر رہے ہیں۔ کئی خاندانوں کے نام و نشان مٹ گئے ہیں"

(ملاپ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

پھر یہی اخبار ملاپ اپنے ایک اور نمبر میں ایک شخص کا چشم دید بیان لکھتا ہے کہ:۔

"ایک دو منٹ میں ہی مکانوں کے گرنے سے اندھیرا ہو گیا نظر کچھ نہیں آتا تھا۔ جیسا کہ روز قیامت ہے۔ زمین ہل رہی تھی۔ مکان گر رہے تھے۔ زمین پھٹ رہی تھی۔ اور ایسی پھٹ رہی تھی۔ جیسے کوئی مقراض سے زمین کو چیر رہا ہے۔ اور جہاں وہ پھٹ رہی تھی پانی کا دریا امڈ رہا تھا۔ لوگ جو باقی بچے تھے وہ اپنی جان پانی کے بہاؤ سے بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے۔ بھاگ کر کہاں جائیں۔ جدھر دیکھو پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ چاروں طرف زمین پھٹ رہی تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شہر میں سڑکیں پھٹ چکی تھیں۔ ہزاروں آدمی کھنڈرات کے نیچے دب کر مر چکے تھے خاندانوں کے خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔ کل جو لاکھوں کے مالک تھے آج وہ کوڑی کوڑی کے لئے محتاج ہو گئے ہیں"

(ملاپ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار زمیندار لکھتا ہے۔ کہ "مونگھیر میں رات سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ جو اب تک برابر جاری ہے۔ بدنصیب باشندگانِ مونگھیر کی مصیبتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس وقت ان کی حالت قابل رحم ہے۔ ان کے پاس نہ اوڑھنے کے لئے کوئی کمبل ہے نہ پہننے کے لئے کپڑا۔ اس نئی مصیبت کی وجہ سے بعض کی زبان سے یہ الفاظ سنے گئے۔ کہ اس سے تو بہتر تھا کہ ہم بھی مر جاتے۔ اس زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ اے خدا ہمیں موت دے دے"

(زمیندار مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۴ء)

اخبار ملاپ لکھتا ہے کہ مظفر پور اور پٹنہ میں "کل رات سے موسلا دھار بارش شروع ہے۔ سڑکوں پر پڑے ہزارہا بندگان خدا اب بارش میں تر بتر سردی میں ٹھٹھر رہے ہیں۔ مطلع پر ابر محیط ہے۔ اور ابھی بارش تھمنے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی" (ملاپ ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار پرکاش لاہور لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ہندوستان کی تاریخ میں اس سے پہلے شاید ہی کوئی اتنا بڑا زلزلہ آیا ہو۔ زلزلہ کیا ہے پرماتما کا ایک کوپ ہے"

(پرکاش ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار سرفراز لکھنؤ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ہندوستان کے باشندے گویا زلزلے کو بھولے ہوئے تھے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اب کچھ زمانہ سے ہندوستان میں بھی پے در پے زلزلے آرہے ہیں؟" (مسٹر فراز ۲۱ جنوری ۱۹۳۴ء)

اخبار اہلحدیث امرتسر لکھتا ہے۔ کہ:۔

"یقین ہے کہ بعد ختم رسالت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام اگر نبوت جاری رہتی تو جدید نبی پر جو کتاب آتی۔ اس میں عاد ثمود اور فرعونیوں کی تباہی کے ذکر کے ساتھ ہی صوبہ بہار کے زلزلہ زدہ مقامات کا ذکر بھی ضرور ہوتا۔ یعنی بتایا جاتا کہ عاد ثمودیوں کے عذاب سے زیادہ عذاب ان مقامات پر آیا؟"

(اہلحدیث مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۴ء)

گورنمنٹ ہند کے ہوم ممبر سر ہیری ہیگ نے اسمبلی میں بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ:۔

سرکاری عمارتوں مثلاً عدالتوں۔ دفتروں اور رہائشی مکانات کی مرمت یا از سر نو تعمیر کے مجموعی اخراجات کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن گورنر بہار نے کہا ہے کہ صرف ایک شہر میں ۳۰ لاکھ روپے کی سرکاری عمارات سمار ہو چکی ہیں۔ ریل کو بھی بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ صرف جمال پور کے نقصانات کی مرمت کا اندازہ ۵۰ لاکھ روپے سے کم نہیں ہے۔

مقامی اداروں مثلاً ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں کو بھی ہسپتالوں۔ دواخانوں۔ سکولوں۔ سڑکوں اور پلوں کی تباہی سے بہت نقصان پہنچا ہے۔ پرائیویٹ ملکیتوں کے نقصانات کا مجموعی اندازہ پیش کرنا قطعاً ناممکن ہے۔

زراعتی زمینوں کے نقصانات کا اندازہ بھی ویسا ہی ناممکن ہے۔ بعض مقامات پر سُرخ کیچڑ اور ریت زمین سے نکل آئی ہے۔ اور یہ کہ وہ مستقبل میں زمین کی زراعتی قابلیتوں کو کس حد تک نقصان پہونچائے گی۔ اس کا اندازہ سر دست نہیں کیا جا سکتا۔

کاشتکاروں پر اس وقت سب سے زیادہ مصیبت کارخانجات شکر سازی کی وجہ سے بھی آئی ہے۔ جیسا کہ ہز ایکسی لنسی گورنر نے اشارہ کیا تھا۔ تین اضلاع متاثرہ میں دو لاکھ ایکڑ زمین پر نیشکر بویا جاتا تھا۔ جس سے ۲۲ - لاکھ من شکر برآمد ہوتی تھی۔ کارخانوں کی تباہی نے بے چارے کاشتکاروں کے لئے نہایت شدید پیچیدگی پیدا کر دی ہے"۔

(سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۲۵ - جنوری ۱۹۳۴ء)

ہز ایکسی لنسی گورنر صاحب بہادر بہار نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ:۔

"اس زلزلہ کی تباہ کاری گزشتہ تاریخ کے مقابلہ میں بلحاظ عظمت سب سے زیادہ وسیع اور بھاری ہے۔ اگر دریائے گنگا کے جنوبی حصوں کو جن میں نسبتاً جان و مال کا کم نقصان ہوا ہے۔ چھوڑ بھی دیا جائے۔ تب بھی جس قدر علاقہ اس زلزلہ سے تباہ ہوا ہے وہ کسی طرح بھی ملک سکاٹ لینڈ کے رقبہ سے کم نہیں ہے۔ اور آبادی کے لحاظ سے اس سے پانچ گنا زیادہ ہے۔

شمالی بہار کے شہروں میں اغلباً ایک خشتی مکان بھی نہیں ہے۔ جو کامل طور پر نقصان سے بچ گیا ہو۔ مونگھیر کا گنجان بازار اس حد تک برباد ہو چکا ہے۔ کہ کئی دن تک رستہ کا پتہ باوجود کوشش کے نہیں لگ سکا۔ ہزارہا جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ اور اگر یہ جھٹکہ دن کی بجائے رات کو لگتا۔ تو اس سے ہزار درجہ زیادہ نقصان جان ہوتا۔ شہری آبادی جس پر یہ مصیبت آئی ہے۔ ۵ - لاکھ نفوس سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ ۱۲ - شہر جن کی آبادی ۱۰ ہزار سے ۶۰ ہزار تک تھی کامل طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔

فوجی سپاہی جنہوں نے ہوائی جہاز کے ذریعہ سے رقبہ متاثرہ کی تباہی و بربادی کا مشاہدہ کیا ہے۔ وہ اس کو ایک میدان جنگ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جس کو دشمن کی فوج نے بم باری سے تباہ کر دیا ہو۔ ایک بہت بڑے علاقے کے زمینداروں کی قابل کاشت زمینیں شگافوں۔ غاروں۔ اور پانی کے اُبلتے ہوئے چشموں سے تباہ ہو گئی ہیں۔ اور پانی کے ساتھ نکلی ہوئی ریت نے تین فٹ تک۔ بلکہ اس سے زیادہ زمین کو ڈھانک دیا ہے۔ اس نقصان کی پوری وسعت کا اندازہ جو ہندوستان کے ایک نہایت زرخیز علاقہ کو پہونچا ہے۔ ایک مدت مدید تک کرنا مشکل ہے جس علاقہ کا ڈائرکٹر آف اگریکلچر۔ اور ڈائرکٹر آف انڈسٹریز نے معائنہ کیا ہے۔ ان کا اندازہ ہے۔ کہ مظفر پور اور دربھنگہ کے نزدیک ۲ ہزار مربع میل کے رقبہ پر نصف زمین بالکل ریگستان بن گئی ہے۔

اس کے علاوہ ہوائی تحقیق سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ نقصان شمالی بھاگلپور اور ضلع پورنیہ کے کھیتوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

تمام شمالی بہار میں آمد و رفت کے ذرائع مسدود ہیں۔ اور سڑکیں اور ریلیں برباد ہو چکی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور خطرہ جس کو قطعاً نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہے۔ کہ زلزلہ نے تمام ملک کی سطح میں بلحاظ نشیب و فراز بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں۔ زمین کے دھسنے اور ابھرنے کی کشاکش سے اونچی اونچی سڑکیں معمولی سطح زمین کے برابر ہو گئی ہیں۔ آب رسانی کے سابقہ ذرائع بالکل معطل ہو گئے ہیں۔ دریاؤں کی گزرگاہیں تبدیل ہو گئی ہیں۔ اس قدر تباہی اور زمین کے تغیرات کو مد نظر رکھتے ہوئے سخت اندیشہ ہے۔ کہ آئندہ برسات اس علاقہ میں سخت طوفان کا باعث ہو گی"۔

(سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۵ - فروری ۱۹۳۴ء)

لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے ہند نے لندن میں تقریر کرتے ہوئے چشم پُر آب ہو کر کہا:۔ کہ

"یہ زلزلہ ایسا ہیبت ناک ہے۔ کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور یہ قریباً قریباً ناممکن ہے۔ کہ اس تباہی کا نقشہ انگلستان کے باشندے اپنے تصور میں لا سکیں"۔ (اخبار سول ۱۰ - فروری ۱۹۳۴ء)

کیا یہ تباہی جو اوپر کے حوالجات میں بیان ہوئی ہے۔ قیامت کے نمونہ سے کم ہے۔ کیا یہ تباہی اس ہولناک نقشہ کے عین مطابق نہیں۔ جو آج سے ۲۸ سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُنیا کے سامنے پیش کیا؟ کیا یہ تباہی خدائے ذوالجلال کی قدرت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں؟ اور پھر کیا یہ تباہی خدا کے وعدے کے مطابق اس کے زور آور حملوں میں سے ایک زور آور حملہ نہیں؟ فاعتبروا یآ اُولی الابصار:

اس زلزلہ نے نادر شاہ بادشاہ افغانستان کے قتل کے بعد آنا تھا

دوسری علامت اس زلزلہ کے لئے یہ مقرر کی گئی تھی۔ کہ وُہ نادر شاہ بادشاہ افغانستان کی وفات کے بعد اس کے زمانہ سے ملتا ہُوا آئے گا۔ یہ علامت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے اس طرح مستنبط ہوتی ہے۔ کہ ۳ - مئی ۱۹۰۵ء کی صُبح کو آپ کو ایک غیبی تحریر دکھائی گئی جس پر یہ الفاظ لکھے تھے:۔

"آہ نادر شاہ کہاں گیا" (دیکھو بدر ۱۹۰۵ء نمبر ۴ صـ۱ نیز الحکم نمبر ۱۶ - صـ۱)

یہ خبر نادر شاہ بادشاہ افغانستان کے واقعہ قتل کے متعلق تھی۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مفصل اور مدلل مضمون محررہ ۲۰ - نومبر ۱۹۳۳ء میں دوسرے الہامات اور تاریخی واقعات کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ جو آج سے قریباً دو ماہ پہلے شائع ہو کر تمام اکناف عالم میں پھیل چکا ہے۔ اور یہ الہام بذاتِ خود ایک عظیم الشان پیشگوئی کا حامل تھا۔ جو ۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو کنگ نادر شاہ کے افسوسناک قتل سے پوری ہُوئی۔ مگر یہاں ہمیں اس پیشگوئی کی تفصیلات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ بلکہ اس جگہ صرف یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نادر شاہ بادشاہ افغانستان کے متعلق ۳ - مئی ۱۹۰۵ء کو ایک پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو ۸ - نومبر ۱۹۳۳ء کو آکر پوری ہوئی۔ اب ہم جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الہامات پر نظر ڈالتے ہیں۔ جو "آہ نادر شاہ کہاں گیا" والے الہام کے بعد آپ کو ہُوئے تو صاف طور پر ان میں ایک ایسے زلزلے کی خبر پاتے ہیں۔ جو بہت تباہ کُن ہو گا۔ اور اس میں زمین تہ و بالا کر دی جائے گی۔ چنانچہ ۳ - مئی ۱۹۰۵ء کے بعد کے الہامات درج ذیل ہیں:۔

سب سے پہلا الہام ۹ - مئی ۱۹۰۵ء کو ہُوا۔ جو یہ ہے۔ کہ:۔

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہُوئی" (بدر ۱۹۰۵ء نمبر ۶ صـ۱)

"آہ نادر شاہ کہاں گیا" کے الہام کے بعد یہ پہلا الہام تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہُوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد جگہ تصریح فرمائی ہے۔ کہ یہ الہام زلزلہ کے متعلق ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آپ اس الہام کی تشریح فرماتے ہُوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"چونکہ پہلا زلزلہ (یعنی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ) بھی بہار کے ایام میں آیا تھا۔ اس لئے خدا نے خبر دی۔ کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئیگا"۔ (دیکھو الوصیت مطبوعہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۴)

پھر اسی دن یعنی ۹ مئی ۱۹۰۵ء کو دوسرا الہام ہوا۔ کہ:۔

یستنبئونک احق ھو۔ قل ای وربی انہ الحق۔"

(بدر ۱۹۰۵ء نمبر ۶ صفحہ ۱)

یعنی لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ زلزلہ کی خبر درست ہے تو کہدے ہاں خدا کی قسم وہ درست ہے۔

پھر ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا۔

"کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔؟ اگر درست ہے تو کس حد تک ؟"

یہ الہام بھی یقیناً زلزلہ کے متعلق ہے اور واقعہ بھی اسی طرح ہے کہ اس پیشگوئی کے اعلان کے بعد اکثر مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کرتے رہتے تھے۔ کہ یہ جو زلزلہ کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو اس کی کیا کیا علامات اور کیا کیا تفصیلات ہیں۔ (مثلاً دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰ و صفحہ ۹۱)

پھر ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کہ:۔

صدقنا الرؤیا و کذالک نجزی المتصدقین

(بدر ۱۹۰۵ء نمبر ۷ صفحہ ۵)

یعنی ہم نے تیرے رؤیا کو سچا کر دکھایا۔ اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔" اس الہام کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زلزلہ کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

اس پیشگوئی کے متعلق جو زلزلہ ثانیہ کی نسبت شائع ہو چکی ہے۔ آج ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء کو بوقت پانچ بجے صبح خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی (یعنی وحی مندرجہ بالا) ہوئی۔" (بدر ۱۹۰۵ء نمبر ۷ صفحہ ۵)

پھر ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کہ:۔

زمین تہ و بالا کر دی۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ"

(الحکم ۱۹۰۵ء نمبر ۱۸ صفحہ ۱)

یعنی ایک دن تباہ کن زلزلہ آنے والا ہے۔ جبکہ خدا ئے ذوالجلال اپنی فوجوں کے ساتھ تیری صداقت کے اظہار کے لئے اچانک آئے گا۔

یہ سارے الہامات موعودہ زلزلہ کے بارے میں ایک کڑی کی صورت میں نازل ہوئے ہیں۔ اور "آہ نادر شاہ کہاں گیا" والے الہام کے ساتھ ملا کر اتارے گئے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کے علم میں ہمیشہ سے یہ مقدر تھا کہ نادر شاہ بادشاہ افغانستان کے قتل کا واقعہ اور یہ زلزلہ عظیمہ ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے وقوع پذیر ہونگے۔

خوب غور کر لو۔ کہ ۱۹۰۵ء میں اللہ تعالیٰ ان الہامات کو جو دو بالکل مختلف واقعات سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر نازل کرتا ہے۔ اور پھر ۲۸ سال کے لمبے عرصہ کے بعد وہ ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح آگے پیچھے ہو کر پورے ہوتے ہیں جس طرح ۲۸ سال پہلے انہیں اتارا گیا تھا۔ کیا یہ ایک اتفاقی امر ہے یا کہ قدرت کے ہاتھوں کا ایک پیوند ہے جو ازل سے جوڑا گیا؟

الغرض زلزلہ کے متعلق مندرجہ بالا الہامات کو "آہ نادر شاہ" والے الہام کے ساتھ ملا کر نازل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صاف اشارہ تھا۔ کہ یہ دونو پیشگوئیاں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ پوری ہونگی۔ یعنی پہلے نادر شاہ کی دردناک وفات کا واقعہ پیش آئیگا۔ اور پھر یہ تباہ کن زلزلہ ظاہر ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لو کہ پیشگوئی کے ۲۸ سال بعد نومبر ۱۹۳۳ء میں کنگ نادر شاہ قتل ہوئے۔ اور اس کے پیچھے پیچھے موعود زلزلہ آن پہنچا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ وما علینا الا البلاغ

یہ زلزلہ بہار کے موسم میں مقدر تھا

تیسری علامت یہ بیان کی گئی تھی۔ کہ یہ زلزلہ بہار کے موسم میں آئے گا۔ چنانچہ اس بارے میں جو الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا۔ وہ اوپر کی بحث میں درج کیا جا چکا ہے۔ جو یہ ہے۔

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

(بدر ۱۹۰۵ء نمبر ۶ صفحہ ۱)

اس کی تشریح میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"چونکہ پہلا زلزلہ بھی (جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو آیا) بہار کے ایام میں تھا۔ اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئیگا۔ اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہونگے۔ اور غالباً مئی کے خیر تک وہ دن ہیں گے...... مجھے معلوم نہیں کہ بہار کے دنوں سے مراد یہی بہار کے دن ہیں جو اس جاڑے کے گزرنے کے بعد آنیوالے ہیں۔ یا اور کسی وقت پر اس پیشگوئی کا ظہور موقوف ہے جو بہار کا وقت ہوگا۔ بہر حال خدا تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہار کے دن ہونگے خواہ کوئی بہار ہو۔" (الوصیت مطبوعہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۴)

اب دیکھو کہ مندرجہ بالا الہام میں اللہ تعالیٰ نے کس صراحت کے ساتھ یہ فرما دیا ہے کہ آئیندہ تباہ کن زلزلہ بہار کے موسم میں آئیگا اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہ صراحت کر دی ہے کہ بہار سے لازماً اس الہام [illegible] بہار مراد نہیں ہے بلکہ مطلقاً بہار کا موسم مراد ہے خواہ وہ کوئی بہار ہو اور کتنے سالوں کے بعد آئے۔ لیکن جیسا کہ اوپر کی بحث بتایا جا چکا ہے۔ خدا کے علم میں ابتداء سے یہی تھا کہ اس بہار سے وہ بہار مراد ہے جو کنگ نادر شاہ کے واقعہ قتل کے بعد آئیگی۔ الغرض اس زلزلہ کی علامات میں سے ایک علامت یہ تھی۔ کہ وہ نادر شاہ کے قتل کے بعد بہار کے موسم میں آئیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کا زلزلہ عین بہار کی ابتداء میں آیا۔ اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی"

اور ایک نکتہ اس پیشگوئی میں یہ ہے۔ کہ گو پنجاب کے حالات کے لحاظ سے جہاں سردی زیادہ پڑتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر جنوری میں بہار کا آغاز تحریر فرمایا لیکن چونکہ خدا کے علم میں یہ تھا۔ کہ یہ زلزلہ صوبہ بہار و بنگال میں آئے گا۔ جہاں سردی کی کمی کی وجہ سے بہار کا آغاز طبعاً کسی قدر پہلے ہوتا ہے اس لئے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زلزلہ کا زمانہ بیان کر کے لوگوں کو ہوشیار کیا ہے۔ وہاں بجائے آخر جنوری کے عملاً سارے ماہ جنوری کو اس میں شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ "اسی مہینہ (یعنے جنوری) سے خوف کے دن شروع ہوتے ہیں"۔ (الوصیت ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۴)

اور پھر اس پیشگوئی میں خدا تعالےٰ کی ایک مزید قدرت نمائی یہ ہے۔ جس سے پیشگوئی کی شان اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کہ جب ۲۸ جنوری ۱۹۰۶ء کو پنجاب میں ایک درمیانہ درجہ کا زلزلہ آیا۔ تو چونکہ وہ بھی بہار کے موسم میں تھا۔ اور اپنی وسعت کے لحاظ سے یہ الہام اس پر بھی چسپاں ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس زلزلہ پر چسپاں کر دیا مگر فوراً ہی اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ کہ

"زلزلہ آنے کو ہے" (دیکھو اشتہار زلزلہ کی پیشگوئی یکم مارچ ۱۹۰۶ء)

اور خدا تعالےٰ نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم سے اس کی یہ تشریح کروائی۔ کہ "اس زلزلہ کو جو ۲۸ فروری کو ہوا۔ اصل زلزلہ نہ سمجھو۔ بلکہ سخت زلزلہ آنے کو ہے۔" یعنے آگے چلکر آئے گا۔ (بدر ۱۹۰۶ء نمبر ۲ صفحہ ۲) اور آپ نے لکھا۔ کہ یہ تشریح میری طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے "میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے۔ وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے۔" (اشتہار زلزلہ مارچ ۱۹۰۶ء)

الغرض جیسا کہ خدائی وعدہ تھا۔ یہ زلزلہ عین بہار کے موسم میں جبکہ بنگال و بہار میں شگوفہ پھوٹ رہا تھا۔ وقوع پذیر ہوا۔ اور خدا کی یہ پیشگوئی اپنے پورے جلال کے ساتھ پوری ہوئی۔ کہ ایک تباہ کن زلزلہ بہار کے موسم میں آئے گا۔ اور یہ بہار وہ ہوگی۔ جو نادر شاہ بادشاہ افغانستان کے قتل کے بعد آئے گی اب چاہو تو قبول کرو۔

یہ زلزلہ ہندوستان کے شمال مشرق میں آنا تھا

چوتھی علامت یہ مقرر کی گئی تھی۔ کہ یہ زلزلہ ہندوستان کے شمال مشرق میں آئے گا۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رؤیا آج سے ۲۰ سال پہلے شائع ہو چکا ہے۔ یہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ۲۰ اپریل ۱۹۰۷ء کو:۔ "رؤیا میں دیکھا کہ بشیر احمد (خاکسار راقم الحروف ابن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کھڑا ہے۔ وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا"۔ (بدر ۱۹۰۷ء و الحکم ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۵)

اس رویاء کے متعلق کسی تشریح کی ضرورت نہیں مطلب بالکل ظاہر ہے۔ یعنی یہ کہ اس ملک کا آیندہ سخت زلزلہ ہندوستان کے شمال مشرقی حصہ میں آئیگا۔ جیسا کہ پہلا سخت زلزلہ جو ۱۹۰۵ء میں آیا۔ شمال مغربی حصہ میں آیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت سے اس خواب میں ہی ایسے الفاظ رکھدیئے جو یقینی طور پر اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ شمال مشرق سے ملک کا شمال مشرق مراد ہے نہ کہ کچھ اور۔ چنانچہ خواب کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ "زلزلہ اس طرف چلا گیا"۔ اس فقرہ میں "چلا گیا" کے الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ یہ سمت جو بتائی گئی ہے۔ یہ کسی پہلی سمت کے مقابل پر ہے یعنی مقصود یہ ہے۔ کہ پہلا زلزلہ ہندوستان کے شمال مغرب میں آیا تھا۔ اور آیندہ زلزلہ اس کے مقابل پر شمال مشرق میں آئیگا۔ خوب سوچ لو کہ "چلا گیا" کے الفاظ سوائے اس کے اور کچھ ثابت نہیں کرتے۔ کہ ان میں یہ اشارہ کرنا مطلوب ہے کہ اگر پہلے زلزلہ کی تباہی کا مرکز ہندوستان کا شمال مغربی حصہ تھا۔ تو آیندہ زلزلہ میں یہ مرکز منتقل ہو کر شمال مشرق میں چلا جائے گا۔

اب دیکھو کہ یہ علامت ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے زلزلہ میں کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی ہے۔ ہندوستان کے جغرافیہ کا ادنیٰ علم رکھنے والوں سے بھی یہ بات مخفی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ بچے بھی اسے جانتے ہیں کہ وادی کانگڑہ اور پنجاب جن میں ۱۹۰۵ء کا زلزلہ آیا۔ وہ ہندوستان کے شمال مغرب میں واقع ہیں اور بنگال اور بہار اور نیپال جن میں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے زلزلہ کی سب سے بڑی تباہی آئی۔ وہ ہندوستان کا شمال مشرقی حصہ ہیں۔ اور یہ بات ایسی بدیہی اور عیاں ہے کہ اس پر ہمیں کسی دلیل کے لانے کی ضرورت نہیں۔ مگر ناواقف لوگوں کی تسلی کے لئے اس جگہ تین اقتباسات درج کئے جاسکتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ زلزلہ صحیح معنوں میں شمال مشرقی زلزلہ ہے۔ چنانچہ پنجاب کا انگریزی اخبار سول لکھتا ہے۔:-

"۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے زلزلہ کا تحت الارض مرکز آسام میں سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ شمال مشرقی ہندوستان میں جتنے زلزلے کے دھکے محسوس ہوتے رہے ہیں۔ ان کا تعلق آسام سے رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آلات سائنس کا مطالعہ بتاتا ہے۔ کہ موجودہ زلزلہ کا مرکز عرض بلد ½ ۲۶ شمال اور طول بلد ½ ۸۵ شرق میں واقع ہے۔" (سول لاہور ۲۳ جنوری ۱۹۳۴ء)

پھر اخبار سٹیٹس مین رقمطراز ہے کہ:-

"لمبے تجربے سے ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہندوستان کے شمال و مشرق کے زلزلے کا مرکز آسام ہے"۔ (سٹیٹس مین دہلی ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء)

پھر لکھنؤ کا اخبار سرفراز لکھتا ہے:-

"جو زلزلہ ۱۹۰۵ء میں وقوع پذیر ہوا۔ اس کا مرکز شمال و مغرب ہند کی وادی کانگڑہ میں تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اب اس ۱۹۳۴ء کے زلزلے کے متعلق اندازہ ہوتا ہے کہ شمال و مشرق ہند اس کا مرکز اصلی ہوگا"۔ (اخبار سرفراز لکھنؤ ۲۱ جنوری ۱۹۳۴ء)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کہ ہندوستان کا آئندہ سخت زلزلہ ملک کے شمال مشرق میں آئیگا۔ پوری شان اور پوری آب و تاب کے ساتھ پوری ہوگئی ہے۔ اور سوائے اس کے کہ کسی کے کان اور آنکھ اور دل سب مسلوب ہو چکے ہوں۔ کوئی شخص اس کی صداقت میں شبہ نہیں کرسکتا۔ فبای حدیث بعد ذالک یؤمنون

اس زلزلہ کی پیشگوئی کی طرف سب سے پہلے مرزا بشیر احمد کیطرف سے اشارہ ہوگا

پانچویں علامت یہ تھی۔ کہ یہ زلزلہ خاکسار مرزا بشیر احمدؐ کی زندگی میں ہی آئیگا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ ابتداءً خاکسار ہی اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلائیگا۔ یہ علامت بھی مندرجہ بالا رویاء سے ہی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ شمال مشرق کی سمت کی طرف خاکسار نے اشارہ کرکے کہا ہے۔ کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا ہے۔

اب دیکھ لو۔ کہ یہ علامت بھی کس طرح ہو بہو پوری ہوئی ہے زندگی میں ایک دم کا اعتبار نہیں۔ دنیا میں ہر روز بچے بھی مرتے ہیں اور جوان بھی مرتے ہیں اور بوڑھے بھی مرتے ہیں اور کوئی شخص کسی عمر میں بھی موت کے حملے سے محفوظ نہیں ہے۔ مگر خدا نے آج سے ۲۷ سال پہلے اپنے مقدس مسیح کو یہ خبر دی تھی۔ کہ ہندوستان کے شمال مشرق میں ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ اور وہ زلزلہ تیرے بیٹے بشیر احمد کی زندگی میں ہی آئیگا۔ اور وہی اس کی طرف اشارہ کرکے بتائے گا۔ کہ یہ شمال مشرق کا موعود زلزلہ ہے۔ اس پیشگوئی پر آج ۲۷ سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے مگر اس طویل عرصہ میں اللہ تعالےٰ نے مجھے موت سے محفوظ رکھا اور مجھے اس وقت تک زندگی دی کہ میں اس زلزلہ کو دیکھوں اور لوگوں کو بتاؤں۔ کہ یہی شمال مشرق کا زلزلہ ہے۔ جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور پھر مجھے صرف زندگی ہی نہیں دی۔ بلکہ ایسا تصرف فرمایا کہ سب سے پہلے میرا ہی ذہن اس طرف منتقل ہوا۔ کہ شمال مشرق کا موعود زلزلہ یہی ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کا زلزلہ ہے۔ اور جس رنگ میں کہ میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا وہ بھی قابل ذکر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے زلزلہ کی خبریں اخبارات میں شائع ہوئیں۔ تو اس کے چند روز بعد میں نے ایک رات یہ محسوس کیا کہ مجھے بے خوابی کا عارضہ لاحق ہے اور نیند نہیں آتی۔ حالانکہ عموماً مجھے بے خوابی کی شکایت نہیں ہوا کرتی۔ میں اس بے خوابی پر حیران تھا۔ اور وقت گزارنے کے لئے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کا مجموعہ "البشریٰ" اٹھا کرکے پڑھنا شروع کیا۔ اور میں صبح کے ساڑھے چار بجے تک اسے پڑھتا رہا۔ آخر میں میری نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رویاء پر پڑی۔ کہ بشیر احمد شمال مشرق کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا۔ مگر اس وقت بھی مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ اس میں ۱۵ جنوری والے زلزلے کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگ گئی۔ اور جب میں صبح اٹھا تو دن کے دوران میں اچانک ایک بجلی کی چمک کی طرح میرے دل میں یہ بات آئی۔ کہ یہ خواب اسی زلزلہ پر چسپاں ہوتی ہے۔ اور پھر جب میں نے اس کے حالات پر غور کیا۔ تو مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہی وہ زلزلہ ہے۔ جو ہندوستان کے شمال مشرق میں آنا تھا۔ جس کے بعد میں نے اس کا ذکر حضرت مولوی شیر علی صاحب اور بعض دوسرے دوستوں کے ساتھ کیا۔ اور سب نے حیرت کے ساتھ اس سے اتفاق کیا کہ ہاں یہ وہی زلزلہ ہے۔ اور پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سامنے اس کا ذکر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اب مناسب ہے کہ بشیر احمد ہی اس زلزلہ کے متعلق ایک مضمون لکھ کر شائع کرے۔

اور اس جگہ یہ بیان کردینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رویاء میں جہاں یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ یہ زلزلہ خاکسار راقم الحروف کی زندگی میں آئیگا۔ اور وہی سب سے پہلے اس کی طرف اشارہ کرنے والا ہوگا۔ وہاں اس رویاء کے الفاظ پر غور کرنے سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے۔ کہ یہ زلزلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آنا مقدر تھا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاکسار کو شمال مشرق کی طرف اشارہ کرتے دیکھنا اور اس رویاء میں اس پیشگوئی کے ظہور کے وقت سے خود آپ کی ذات کا کوئی تعلق ظاہر نہ ہونا یہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ زلزلہ آپ کی زندگی کے بعد آنا تھا۔ چنانچہ اس کے متعلق بعض دوسرے الہامات میں صاف اشارہ بھی ہے۔ جیسا کہ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کا الہام ہے کہ:-

"رب لاتُرِنی زلزلۃ الساعۃ" (بدر ۱۹۰۶ء نمبر ۱۰ صفحہ ۲)

یعنی "اے خدا مجھے یہ قیامت کا نمونہ والا زلزلہ نہ دکھا"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

الغرض وہ پانچویں علامت بھی جو اس زلزلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی تھی۔ یعنی یہ کہ یہ زلزلہ مرزا بشیر احمد کی زندگی میں آئے گا۔ اور وہی ابتداءً اس کی طرف توجہ دلانے والا ہوگا۔ حرف بحرف پوری ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

تمام موعودہ علامات پوری ہوگئیں

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پاکر ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء والے زلزلے کے متعلق پانچ زبردست علامات بیان فرمائی تھیں۔ اور آج ۲۷-۲۸ سال کے لمبے زمانے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سب علامات من وعن پوری ہوئیں ایک تباہ کن زلزلہ آیا۔ اور وعدہ کے مطابق اپنے ساتھ پانی

کے سیلاب کو لایا۔ زلزلہ آیا۔ اور جیسا کہ وعدہ تھا عین بہار کے موسم میں آیا۔ اور گنگ نادر شاہ کے قتل کے واقعہ کے ساتھ یوں ملا ہوا آیا۔ کہ گویا قدرت کے ہاتھوں نے ان دو حادثوں کو ازل سے جوڑ رکھا تھا۔ زلزلہ آیا۔ اور جیسا کہ وعدہ تھا عین بہار کے موسم میں آیا۔ گویا بہار کے موسم کو بہار کے صوبے سے بھی کوئی مخفی نسبت تھی۔ زلزلہ آیا۔ اور خدائی اشارہ کے مطابق ملک کے شمال مشرق میں آیا۔ یعنی جس طرح خدائی فرشتوں نے ۱۹۰۵ء میں ہندوستان کے شمال مغرب میں ڈیرے ڈالے تھے ۱۹۳۴ء میں یہ فرشتوں کی چھاؤنی ملک کے شمال مشرق میں آگئی۔ زلزلہ آیا۔ اور وعدہ کے مطابق خاکسار راقم الحروف کی زندگی میں آیا۔ اور خدا نے ایسا تصرف فرمایا۔ کہ سب سے پہلے اس بات کی طرف میرا ہی ذہن منتقل ہوا۔ کہ یہ وہی موعود زلزلہ ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ میرے نام کی نسبت سے اس میں یہ بھی اشارہ ہو کہ یہ زلزلہ خدائی سلسلہ کے لئے ایک بشارت لے کر آتا ہے۔ پس میں پھر کہونگا الحمد للہ علیٰ ذالک ولاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

مصیبت زدگان سے ہمدردی

ہم دنیا کی مصیبت پر خوش نہیں ہیں۔ اور خدا جانتا ہے کہ اس زلزلہ کی تباہ کاری پر ہمارے دلوں میں ہمدردی اور مواسات کے کیا کیا جذبات اٹھتے ہیں۔ ہم ہر اس شخص سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ جسے اس زلزلہ میں کسی قسم کا نقصان پہنچا ہے۔ ہم ہر [illegible] کے ساتھ اس کے [illegible] کے گزر نے پر۔ ہر باپ کے ساتھ اس کے بیٹے کے مرنے پر۔ ہر خاوند کے ساتھ اس کی بیوی کے فوت ہونے پر۔ ہر بھائی کے ساتھ اس کے بھائی کے جدا ہونے پر۔ ہر بیٹے کے ساتھ اس کے باپ کے رخصت ہونے پر۔ ہر بیوی کے ساتھ اس کے خاوند کے گزر جانے پر۔ ہر دوست کے ساتھ اس کے دوست کے بچھڑنے پر سچی اور مخلصانہ ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور دوسروں سے بڑھ کر اپنی ہمدردی کا عملی ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اسے اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ جب خدائے ذوالجلال کا کوئی نشان پورا ہوتا دیکھیں۔ تو اسے دنیا کے سامنے پیش کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ خدا کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں اس طرح پوری ہوا کرتی ہیں۔ تاکہ وہ خدا کو پہچانیں۔ اور اس کے بھیجے ہوئے مامور و مرسل کو شناخت کریں اور خدا سے جنگ کرنے کی بجائے اس کی رحمت کے پروں کے نیچے آجائیں۔ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کو دنیا کیلئے ایک رحمت کا مجسمہ بنا کر بھیجا۔ مگر افسوس کہ دنیا نے آپ کو قبول نہ کیا۔ اور وقت کی ضرورت کو نہ پہچانا۔ اور خدا کے مامور و مرسل پر اپنے تیر و تفنگ نکالے اور اسے اپنی ہنسی کا نشانہ بنایا۔ تب خدا اپنے وعدہ کے مطابق اپنی فوجوں کو لے کر آسمان سے اترا اور اس نے پھر کہا:۔

"میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

دعوت الی الحق

سو اے عزیزو! اب خدا کے دونو ہاتھ تمہارے سامنے ہیں۔ ایک طرف اس کی رحمت کا ہاتھ ہے اور دوسری طرف اس کے غضب کا ہاتھ۔ اور تمہیں اختیار ہے کہ جسے چاہو قبول کرو۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے زور آور حملے ابھی ختم نہیں ہو گئے۔ خدا نے اپنے مسیح سے بہت سے عجائبات قدرت دکھانے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ سب عجائبات ظاہر ہو کر رہیں گے۔ اور کوئی نہیں جو انہیں روک سکے۔ مگر بد قسمت ہے وہ جو خدا کی طرف سے نشان پر نشان دیکھتا ہے اور ایمان کی طرف قدم نہیں بڑھاتا۔ یاد رکھو کہ خدا کا وعدہ ہے۔ کہ وہ دنیا کے ہر حصے میں اپنے قہری نشانوں کی تجلی دکھائیگا۔ حتیٰ کہ لوگ حیران ہو کر پکار اٹھیں گے کہ اس دنیا کو کیا ہونے والا ہے؟ پس پیشتر اس کے کہ تمہاری باری آئے خدا سے ڈرو اور اس کی رحمت کے ہاتھ کو قبول کرو۔ دیکھو صدیوں کے انتظار کے بعد خدا نے تمہاری طرف ایک مامور کو بھیجا ہے۔ اور اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس مردہ دنیا کو پھر زندہ کرے۔ پس اس کے اس ارادے کے رستے میں حائل مت ہو۔ کیونکہ یہ ارادہ پورا ہو کر رہیگا۔ اور کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ تم دنیا کے رشتوں اور دنیا کی دوستیوں اور دنیا کے مالوں اور دنیا کی عزتوں کی خاطر خدا کو چھوڑ رہے ہو۔ مگر سن رکھو کہ یہ سب چیزیں دھری کی دھری رہ جائیں گی اور آخر ہر شخص کا معاملہ خدا کے ساتھ پڑنے والا ہے۔ پس اپنی عاقبت کی فکر کرو اور اس دن سے ڈرو کہ جب سب تعلقات سے الگ ہو کر خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا۔ خدا نے اپنی حجت تم پر پوری کر دی۔ اور اپنے زبردست نشانوں سے تم پر ثابت کر دیا کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ کیا اب بھی تم آنکھیں نہیں کھولو گے؟ خدا نے تم پر ثابت کر دیا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں۔ خدا نے تم پر ثابت کر دیا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام خدا کا دین نہیں خدا نے تم پر ثابت کر دیا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ احمدیت خدا کی طرف سے نہیں۔ کیا اب بھی تم خدا کی گواہی کو قبول نہیں کرو گے؟ اور اے بہار و بنگال کے لوگو! اور اے نیپال کے رہنے والو! تم اس وقت خصوصیت سے خدا کے الزام کے نیچے ہو۔ کیونکہ وہ بستیاں تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ جو خدائی عذاب کا نشانہ بنیں۔ تم نے خدا کی ایک قہری تجلی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اس کے ایک زبردست نشان کو اپنے سامنے مشاہدہ کیا۔ پس اب بھی وقت ہے کہ تم سنبھل جاؤ اور توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ خدا کا رحم اس کے غضب پر غالب ہے۔ اور اس کی یہ سنت ہے کہ ایسے عذاب کے بعد پھر اپنی رحمت کا دروازہ کھولتا ہے۔ سو اس کے عذاب کو تم نے دیکھ لیا۔ اب آؤ۔ اور اس کی رحمت کو قبول کرو۔

اے ہمارے مسلمان بھائیو اور اے حضرت مسیح ناصری کے نام لیواؤ اور اے ہمارے ہندو ہم وطنو اور اے وے تمام لوگو جو کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھنے کا دم بھرتے ہو! دیکھو اور سوچو کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ جھوٹا ہوتا۔ اور خدا نے آپ کو مسلمانوں کے لئے مہدی۔ اور عیسائیوں کے لئے مسیح۔ اور ہندوؤں کے لئے کرشن اور دوسری قوموں کے لئے آخری زمانہ کا موعود مصلح بنا کر نہ بھیجا ہوتا۔ تو آپ کو ہلاک کر دینے کے لئے خود آپ کا افتراہی کافی تھا۔ کیونکہ خدا کے ازلی قانون کے ماتحت افترا کے اندر ہی ایسا آتشین مادہ موجود ہے۔ کہ وہ مفتری علے اللہ کو بہت جلد جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ اور اس کے لئے کسی بیرونی کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن تم دیکھتے ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ باوجود ہر قسم کی مخالفت اور عداوت کے دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور ہر میدان میں اللہ تعالےٰ اسے فتح اور کامیابی عطا کرتا۔ اور اس کے دشمنوں کو ناکامی اور نامرادی کا مونہہ دکھاتا ہے۔ دشمن نے اپنا پورا زور لگا کر دیکھ لیا اور کوئی دقیقہ اس سلسلہ کو مٹانے کا اٹھا نہیں رکھا۔ مگر جسے خدا بڑھانا چاہے۔ اسے کون مٹا سکتا ہے۔

خدا نے ابتدا سے فرما رکھا تھا۔ کہ یہ ایک درخت ہے جو میرے ہاتھ سے لگایا گیا۔ اب یہ بڑھیگا۔ اور پھولیگا۔ اور پھلیگا۔ اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ مگر خوش قسمت ہے وہ جو اس درخت کو پہچانتا ہے۔ اور اس کے پھل کو حاصل کرنے کے لئے دنیا کی کسی قربانی سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ کیونکہ وہ ابدی زندگی کا پھل ہے جس کے کھانے کے بعد کوئی موت نہیں۔ پس آؤ اور اس ابدی زندگی کے پھل کو کھا کر خدائی جنت کے وارث بنو۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی